وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِہَا

اور اللہ تعالیٰ کے نام بڑے عمدہ ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کو ان ناموں سے پکارو

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۸

جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ

شرح اسماء الحسنیٰ

اللہ

جل جلالہ و عم نوالہ

تالیف

احقر الانام الراجی رحمۃ ربہ العلی ابو محمد احمد علی المقیم دروازہ شیرانوالہ

المشیع

شعبۂ التالیف والاشاعۃ الملحقۃ لانجمن خدام الدین لاہور

باراول کاتب تعداد دس ہزار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امّا بعدُ

نظام عالم میں غور کرکے دیکھا جائے۔ تو ہر چیز کی ایک غرض و غایت نظر آتی ہے اور ہر شے کا حسن و قبح اسی علتِ غائی کے لحاظ سے ہے۔ اگر وہ اپنے پیدائشی مقصد کو پورا کر رہی ہے تو حسن (بھلی) کہلاتی ہے۔ ورنہ قبیح (بُری) سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً چاقو قلم تراشنے کے لئے بنایا جاتا ہے۔ اس کی خوبی یہی ہے کہ قلم اچھی طرح سے تراشے اگر قلم تراشنے میں وہ کُند ہے تو وہ ردّی کہلائیگا۔ خواہ دیکھنے میں کتنا ہی خوبصورت نظر آئے۔ علیٰ ہذا القیاس خلقتِ انسان (انسان کی پیدائش) کی بھی ایک حکمت اور مقصد ہے جو اسکے

خالق عزّاسمہٗ وجل مجدہٗ نے قرآن حکیم میں بیان فرمائی ہے قولہ تعالیٰ:۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ مَآ اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنَ۔ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ

ترجمہ:۔ میں نے انسانوں اور جنوں کو سوائے اس کے اور کسی مقصد کے لئے نہیں بنایا۔ کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے کوئی رزق نہیں مانگتا۔ اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ مجھے لاکر کھلائیں بیشک اللہ تعالیٰ وہی رزاق ہے۔ طاقت والا مضبوط ۱۲

لہٰذا انسان کا حسن و قبح۔ شرافت و رذالت۔ دیانت و خیانت اسی حکمت اور مقصد پر پرکھی جائیگی۔ اگر فرائض عبودیت کے ادا کرنے میں تیز گام۔ سر بکف اور ہوشیار رہے۔ تو حسَن شریف و دیانتدار کہلائیگا۔ ورنہ اِن کے مخالف الفاظ کا مورد و مصداق بنجائیگا۔

صحیح معرفت:۔ حق عبودیّت کے ادا کرنے سے پہلے انسان کا خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ سے صحیح معرفت یعنی اصلی اور سچی پہچان ضروری ہے ورنہ دروازہ الٰہی کی پوری شناخت نہ ہونے کے باعث خطرہ ہے۔ کہ ہدیۂ عبودیّت بارگاہ الٰہی میں پیش کرنے کی بجائے غیر اللہ کے دروازہ پر جائے۔ ساری عمر سر نیاز جُھکائے۔ پھر بھی خسارہ دنیا و آخرۃ اٹھا کر دُنیا سے رُخصت کیا جائے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے جلالی و جمالی اسماءِ حسنیٰ کی فہرست اسے سُنا دیجاتی ہے تاکہ خدائی قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کو صحیح طور پر پہچان لے

عہ: یہ شرط معرفت نہیں۔ موکد معرفت ہے ۱۲

ماخذ

اسماءِ مبارک کی شرح کا بیشتر حصہ مندرجۂ ذیل کتب سے ماخوذ ہے ۱۔ المقصد الاسنیٰ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ تالیف حجۃ الاسلام الامام ابی حامد الغزالی اور قدوۃ العلماء الشیخ المحدث مولانا عبد الحق رح دہلوی کی شرح مشکوۃ شریف۔

علامات:۔ غزالی (المقصد الاسنیٰ)، شیخ (شیخ عبد الحق محدث دہلوی)، مؤلف (احمد علی عفی عنہ)

تخلق و تعبد

سب سے پہلے اسماء اللہ الحسنیٰ کی شرح کی گئی ہے بعد ازاں بتلایا گیا ہے۔ کہ اگر انسان ان اسماء کا مظہر بننا چاہے۔ تو کسطرح اپنے آپ کو انکی خصوصیات سے متخلق بنائے اور اگر اپنے مالک عز اسمہٗ و جل مجدہٗ کی اس صفت کے سامنے حق عبودیت ادا کرنا چاہے۔ تو کس طرح ادا کرے۔ جن مقدس بزرگوں کی کتب سے شرح لکھنے میں استفادہ کیا جا رہا ہے۔ حتی الوسع انکے تتبع کا التزام کیا گیا ہے۔ لہٰذا جہاں انہوں نے تخلق یا تعبد ذکر کیا ہے اتنا ہی احباب کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے البتہ کہیں اشد ضرورت کے خیال سے چند کلمات اپنی طرف سے بھی لکھدیئے ہیں عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِلّٰہِ تعالیٰ تِسعَۃً وَّتِسعِینَ اِسمًا مَنْ اَحصَاھَا دَخَلَ الجَنَّۃ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ ط

ترجمہ:- ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک اللہ تعالےٰ کے ننانوے اسماء ہیں جس شخص نے انکو محفوظ کیا وہ بہشت میں داخل ہوگا - اللہ تعالےٰ وہ ذات ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ۱۲



لفظ اللہ (جل شانہٗ) اُس ذات کا عَلَم (نام) ہے جو الوہیتہ کی تمام صفات کی جامع ہے - اسی لئے یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء میں سے عظمت و شان میں سب سے بڑا ہے اور یہ اسم اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے حقیقتہً یا مجازاً کسی دوسرے کے حق میں نہیں بولا جاتا - بخلاف دوسرے اسماء کے مثلاً - قادر - علیم - رحیم - کہ وہ مجازاً بعض اوقات دوسروں کے حق میں استعمال کئے جاتے ہیں (غزالیؒ)

نصیب بنیا

انسان کو چاہئے - کہ دل کی پوری توجہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مستغرق رہے - اسکے سوا کسی دوسری طرف توجہ نہ کرے کسی غیر سے کوئی امید نہ رکھے - اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے (الشیخؒ)





یہ دونوں اسم رحمت سے مبالغہ کے
لئے مشتق ہیں۔ اور رحمٰن میں زیادہ
مُبالغہ ہے۔ کیونکہ یہ دُنیا اور آخرت
کی رحمت کو شامل ہے علاوہ اسکے
اللہ تعالیٰ کی ذات کیساتھ خاص ہے
رحمت سے یہ مراد ہے۔ کہ
محتاجوں سے بھلائی کی جائے اللہ
تعالیٰ کی رحمت دنیا اور آخرت کی
نعمتوں پر شامل ہے اور یہ محض
اسکی عنایت ہے جس میں کوئی
غرض اور کسی معاوضہ کا خیال نہیں ہے،

تعلّق۔ جب انسان کو علم
ہو گیا۔ کہ ساری نعمتوں کا منعم حقیقی
فقط وہی ہے۔ تب اس کا فرض ہے
کہ اسی پر توکل کرے۔ اور اپنے سب کام اسی کے سپرد کرے۔
اور اپنی توجہ فقط اس کی رحمت کی طرف رکھے۔ کسی دوسرے
سے مدد نہ مانگے۔ اسی درجہ کا نام تعلق بالرحمٰن والرحیم ہے انتہیٰ،

تخلّق۔ ان دو اسموں سے تخلق کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ
کے بندوں پر رحم کھائے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہوتا

دیکھے۔ تو اس کے دور کرنے کی سعی کرے۔ جہاں تک ہو سکے۔
محتاجوں کی حاجت روائی کرے۔ اور اس خدمت میں سوائے
نیکی کے ارادہ کے کوئی غرض اور کسی معاوضہ کا خیال نہ کرے
اگرچہ صحیح طور پر اس منزل تک پہنچنا انسان کیلئے بے حد
دشوار ہے (شیخ)



ملک وہ ذات ہے جو اپنی ذات اور
صفات میں ہر موجود سے مستغنی
ہو۔ اور ہر موجود ہر چیز میں اسکا
محتاج ہو۔ خواہ ذات و صفات
میں یا وجود و بقاء میں۔ اور ہر
موجود اپنی ذات و صفات میں اسی
کا مملوک ہو (غزالی)

نتیجہ:۔ جب انسان کو علم ہو گیا۔ کہ میرا بادشاہ حقیقی فقط
اللہ تعالیٰ ہے۔ تو اسی کے دروازہ کا غلام ہو گا۔ اور اسی کے
دروازہ سے عزت کا خواہاں ہوگا۔ اور اسی کی فرمانبرداری
کریگا۔ اور جب جان لیگا۔ کہ ماسوی اللہ سب اُسی کا محتاج ہے
اور اسی کے حکم کا تابع فرمان ہے۔ تو ضرور ہی اپنا تعلق اس سے
جوڑیگا۔ اور سب لوگوں سے بے نیاز ہو جائیگا۔ اپنی حاجت روائی
کے لئے انکے دروازہ پر ہاتھ نہیں پھیلائیگا۔ ان سے کسی قسم

کی اُمید یا ڈر نہیں رکھیگا۔

تخلق۔ جو شخص اس اسم کا رنگ اپنے اندر لینا چاہے تو اپنے نفس کی مملکت اور قلب (دل) اور قالب پر قبضہ جمائے۔ اپنے اعضاء اور سب قوتوں پر غلبہ حاصل کرے اور ان سب کو طاعت حق اور شریعت کے تابع بنائے۔ تاکہ یہ اپنے وجود کا بادشاہ بنجائے (شیخ)



بیحد پاک اور ہر نقصان سے بری۔ ہر خیال و وہم و گمان سے بالاتر۔ اور انسان کے ہر فکر سے بلند (امام غزالیؒ)

ہر چہ اندیشی پذیرائی فنا است
وانچہ در اندیشہ ناید آں خدا است

ای برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم (شیخ سعدیؒ)
وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم (مولف)

بندہ کا فرض

قدس علمی۔ انسان تقدس علمی تب حاصل کرسکتا ہے کہ محسوسات اور متخیلات سے اپنے علم کو بالاتر بنائے۔ اس علم کا دلدادہ اور شیدائی بنے۔ کہ جب اسکے حواس سلب کرلئے جائیں۔ اور قوت متخیلہ پر بھی زوال آجائے۔ تب بھی اس کا رشتہ عشق علمی علوم الہیہ ازلیہ ابدیہ کیساتھ وابستہ رہے۔

قدس ارادی۔ ارادہ کی پاکیزگی یہ ہے کہ کھانے پینے پہننے نکاح

کرنے وغیرہ وغیرہ خواہشات انسانی سے بالاتر ہو جائے سوائے
اللہ تعالیٰ کے اور اس کی کوئی مراد نہ ہو۔ سوائے محبت الٰہی
کے اور کسی چیز میں لذت نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے
سوا اور کسی چیز کا شوق نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے سوا
اور کسی چیز سے راحت نہ ہو۔ (غزالی رح) اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ۔



اللہ تعالےٰ وہ ہے۔ جسکی ذات
ہر عیب سے پاک۔ اسکی صفات
ہر نقص سے بالاتر۔ اس کے
افعال ہر شر سے خالی ہیں ؛
فرض بندہ۔ جس شخص
کا دل حسد۔ کینہ۔ بغض اور
شرارت سے پاک ہو گیا۔
گناہ کرنے سے اس کے اعضاء بچے رہے۔ شہوت اور
غضب پر عقل غالب رہی۔ یہی وہ شخص ہے۔
جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قلب سلیم لے کر آئے گا۔ یہ
شخص بندوں میں سلام کہلانے کا مستحق ہے۔ اور
اپنی خوبیوں کے باعث سب سے زیادہ قرب الٰہی
میں جگہ پائے گا۔ (غزالی رح) ؛



مؤمن وہ خدائے قدوس
وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ جس
نے دنیا اور آخرۃ کی تمام
مصیبتوں سے بچنے کے لئے
اسباب مہیّا کر دیے ہیں خواہ
وہ مصائب روحانی ہوں۔ یا
جسمانی مثلاً بھوک کے صدمہ
کو دُور کرنے کے لئے اناج پیدا کیا۔ پیاس کی مصیبت
کا ازالہ پانی سے کیا۔ بیمار کے لئے ادویات اور طبیب
بہم پہنچائے۔ آخرت کے عذاب سے بچنے کے لئے بذریعہ
انبیاء علیہم السلام اور کتب سماوی راہ نمائی کی۔

غرضیکہ

سارے جہان میں ہر مخلوق (نباتات وحیوانات ہوں یا
انسان ہو) کی ہر مصیبت سے بچنے کے لئے فقط اسی ذاتِ
حقّ جلّ وعلیٰ نے اسباب پیدا کئے ہیں۔ لہذا مؤمن
علی الاطلاق فقط اسی کی ذات پاک ہے۔

فرض بندہ۔ انسان اگر اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا مظہر
بننا چاہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ساری
مخلوقات اسکے شر سے محفوظ رہے بلکہ ہر مصیبت زدہ

اپنی دینی اور دنیاوی۔ روحانی اور جسمانی مصیبتوں کو ٹالنے
کے لئے اس کو وسیلہ بنائے (غزالیؒ)

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم من
سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمؤمن من امنہ الناس
علی دماءھم واموالھم (ترمذی شریف)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان وہ شخص
ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان (ہر خطرہ سے) محفوظ رہیں
اور مومن وہ شخص ہے جس سے لوگوں کے خون اور مال امن میں
ہو جائیں ۱۲ (مؤلف)



اپنی مخلوقات کے اعمال۔ رزق اور عمروں کی نگہداشت کرنیوالا +
فرض بندہ۔ جو شخص اپنی باطنی حالت پر مطلع ہوکر اپنے احوال اور اوصاف کی حفاظت پر قادر ہے۔ کہ انہیں منشاء الٰہی کے مطابق چلائے تو اسے اپنے قلب کا مہیمن سمجھا جائے گا۔ اور اگر دوسرے بندگان خدا تعالیٰ کے باطنی حالات پر اپنی خداداد فراست اور قرائن سے اطلاع پاتا ہے اور پھر ان کو صراط مستقیم پر قائم رکھ سکتا ہے۔ تو وہ پہلے شخص سے زیادہ بلند مرتبہ رکھتا ہے (غزالیؒ)

العزیز
غالب

عزیز وہ ذات ہے۔ جس میں تین صفتیں پائی جائیں (۱) جس کی نظیر (اس جیسا دوسرا) بہت ہی قلیل ہو (۲) جس کی طرف حاجت بیحد ہو (۳)، اس تک رسائی سخت مشکل ہو۔ یہ تینوں صفتیں ذاتِ حق جل و علیٰ میں بدرجہ اتم و اکمل پائی جاتی ہیں۔ اس کی نظیر قلیل تو کیا بلکہ ممتنع ہے۔ ہر چیز اپنے ہر حال میں حتیٰ کہ اپنے وجود و صفات اور بقاء میں اسی کی محتاج ہے (غزالی)

اور بغیر اس کی عنایت اور جذب کے اس تک رسائی (اور اک کنہ) عالم ناسوت میں تو بجائے خود رہی محشر اور جنت میں بھی ممکن نہیں ہے۔ (مؤلف)

عبرت۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے عزیز ہونے کے معنی سمجھ لیگا۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی سے عزت چاہیگا۔ اور وہ سوائے خدمت اور فرمانبرداری کے اور کوئی صورت اختیار نہیں کریگا اور اسکے دل میں سوائے اس شخص کے کسی کی عزت نہ ہوگی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے معزز بنایا ہو ؎

عزیزی و خواری تو بخشی و بس * عزیز تو خواری نہ بیند ز کس (شیخ رح)



جبّار وہ ذات ہے۔ جو اپنا ارادہ بالجبر بھی سب پر جاری کر سکے اور اس پر کسی دوسرے کا ارادہ نہ چل سکے۔ اور جس کے قبضہ سے کوئی بھی نہ نکل سکے۔ اور اس پر کسی کا ہاتھ نہ پڑ سکے۔ ایسی ذات فقط خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہے“

مظہرِ جبّاریّت

بندوں میں سے اسم جبّار کا وہ مظہر ہے۔ جو خود سب کا متبوع ہو۔ اور اس کو دوسرے کی تابعداری کی ضرورت نہ ہو دوسروں کو اس کی صورت و سیرت کے اتباع کیلئے مجبور کیا جائے۔ جو سب کے لئے مؤثر ہو۔ اور خود کسی سے متاثر نہ ہو جو شخص اس کا مشاہدہ کرے۔ اپنا نفس اُسے بھول جائے اور اس متبوع کی ہر ادا پر فدا ہو جائے۔ یہ عزّت و شان یہ سربلندی و سرفرازی منعم حقیقی عزّ اسمہٗ وجل مجدہٗ نے فقط سیّد المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو عطا فرمائی ہے۔ اسی لئے ارشاد ہوتا ہے۔ ”اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے۔ ان کو بھی میری تابعداری کے بغیر چارہ نہ تھا۔ اور میں آدم علیہ السّلام کی ساری اولاد کا سردار

ہوں یہ جملہ تعلّی اور فخر سے نہیں کہہ رہا" (غزالیؒ)

اَلْمُتَکَبِّرُ

بڑائی کرنے والا

متکبر وہ ذات ہے جو اپنی ذات کے مقابلہ میں سب کو حقیر سمجھے عظمت اور بڑائی فقط اپنے نفس کے لئے جائز سمجھے۔ دوسروں کو اس نظر سے دیکھے۔ جس طرح بادشاہ اپنے غلاموں کو دیکھا کرتے ہیں۔ اگر یہ حالات سچے طور پر پائے جائیں تو تکبّر ایسی ذات کے شایان شان ہوگا۔ اور اگر یہ اوصاف نہ پائے جائیں۔ اور تکبّر پایا جائے تو یہ تکبّر باطل اور مذموم ہوگا (غزالیؒ)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ آپ نے منبر پر فرمایا۔ اے لوگو۔ متواضع بنو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو سرفراز فرمائیگا وہ اپنے خیال میں ذلیل ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں بہت بڑا ہوگا۔ اور جس شخص نے تکبّر کیا۔ اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کر دیگا۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کے ہاں کتّے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔

رواہ البیہقی (مؤلف)







یہ تینوں اسم پیدا کرنے کی معنی میں تقریباً برابر ہیں اور ہر ایک میں ایک خصوصیت بھی ہے خلق کی معنی پیدا کرنے سے پہلے اندازہ کرنا اور براء کی معنی پیدا کرنا۔ اور تصویر کی معنی صورت دینا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں یہ تینوں درجے ایک ہی دفعہ فوراً طے ہو جاتے ہیں۔ مگر رتبہ میں ایک دوسرے پر مقدم ہیں۔ عالم علوی و سفلی میں عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک جو کچھ پیدا ہوا ہے یا پیدا ہوگا۔ سب اللہ تعالیٰ کی صفات (خلق۔ براء۔ تصویر) سے پیدا شدہ ہے ؛

عبرت۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ ہر مخلوق کو دیکھکر خالق کی طرف متوجہ ہو۔ اور ہر صورت کو دیکھکر اسکے مصوّر کی یاد تازہ کرے۔ اور ہمیشہ اسی نظر و فکر میں رہے "شیخ"

اَلْغَفَّارُ

بہت گناہ بخشنے والا

غفر کے معنی پردہ ڈالنا ہے غفار وہ ذات ہے جو خوبی کو ظاہر کرے اور برائی پر پردہ ڈالے (غزالیؒ)

غافر کے معنی ہیں مبالغہ ظاہر کرنا ہو تو غفّار کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اور غفور میں اس سے بھی زیادہ مبالغہ ہے (شیخؒ)

ستر اوّل۔ خدائے قدوس جل اسمہٗ وعزّ مجدہٗ نے پہلا ستر انسان پر یوں ڈالا۔ کہ اسکے حُسن وجمال کو بدن کے اوپر والے حصّہ میں نمایاں کر دیا اور ناپاکی اور بدبُو کے محل کو نیچے کے حِصّہ میں چھپا دیا۔

ستر دوم۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے بُرے وسواس باطل ارادے۔ ردّی خیال کو دل کے پردہ میں چھپا دیا۔ کہ کوئی شخص اسکے اس خزینہ دفینہ پر اطلاع ہی نہیں پا سکتا۔ ورنہ سب کی نظروں میں گر جاتا۔ اور کوئی بعید نہ تھا۔ کہ اسکے خبائث باطنیہ پر اطلاع پانیوالے اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے۔

ستر سوم۔ جن گناہوں کے باعث انسان خوار و ذلیل ہونے کے قابل ہو۔ اُن پر اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کا پردہ

ڈال دیتا ہے (غزالیؒ)

مظہر غفار

مظہر غفار کا فرض ہے۔ کہ لوگوں کے گناہوں سے درگزر کرے۔ اور ان کے عیبوں پر پردہ ڈالے (شیخ رح)



قہار وہ ذات ہے جو اپنے بڑے بڑے جابر دشمنوں کی کمر ہمت توڑے۔ بلکہ ہر موجود اسکے زور کے تابع اور قبضہ میں عاجز ہو (غزالیؒ)

عبرت۔ جو شخص اللہ کی قہاریت کا مطلب سمجھ لے گا۔ وہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے قہر سے لرزاں ہو گا۔ اور خوف الٰہی سے مجبور ہو کر اس کی بارگاہ میں لطف وکرم کی التجا کرے گا (شیخ رح)

مظہر قہاریت

وہ شخص ہو گا۔ جو معاندین حق کی طاغوتی قویٰ کو پاش پاش کر دے۔ باطل پرستوں کے لئے اس کا وجود پیغام موت ثابت ہو۔ زر پرست۔ جاہ کے طالب۔ دنیا کے دلدادہ ملک گیری و استعمار پرستی کی ہوس میں چور۔ خدا تعالیٰ کی محبت سے دور رہنے والوں کو دنیا میں چین سے نہ بیٹھنے

دے۔ علاوہ ازیں اپنے نفس کی خواہشات پر پورا تسلط
حاصل ہو۔ اس کی کوئی حرکت عقل و نقل کے خلاف نہ
ہونے پائے اور "رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ" کا مصداق ہو جائے۔
واللہ الموفق والمعین ۞ (مؤلف)



اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اُس کے
فیض کی کوئی انتہا نہیں ہے جو
حقیقتاً اُس عطیہ کا نام ہے۔ جس
میں کوئی غرض نہ ہو۔ اور عوض
لینے کا خیال نہ ہو۔ اگر عوض کا
خیال ہو۔ تو وہ شخص واہب نہیں
کہلائیگا۔ بلکہ بائع (بیچنے والا) شمار کیا
جائیگا۔ لہذا واہب فی الحقیقت فقط خدائے قدوس وحدہٗ لا
شریک لہٗ ہی ہے +

عبرت۔ جب انسان پر یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ وہاب
مطلق فقط خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے تب ہر
چیز اُسی سے مانگے گا۔ اور اسی سے امید رکھیگا۔ اُسکے سوا
سب سے طمع توڑ دیگا (شیخ)

---

[1] بحر مواعظ مستغنیہ شریعت ۱۲

الرزّاق

روزی دینے والا

رزّاق وہ ذات ہے۔ جس نے رزق پیدا کیا اور اپنی مخلوق تک پہنچایا اور ایسے اسباب سمجھا دیئے جن سے بخوبی ہر شخص اپنی حاجت پوری کر سکے (غزالیؒ)

مثلاً گیہوں چاول اور سبزی پیدا کی اور انسان کو اتنی عقل دی جس کے باعث گیہوں۔ چاول اور سبزی سے مختلف چیزیں بنا سکے اور طرح طرح کی لذّتیں حاصل کر سکے ۔ (مؤلف)

اقسام رزق

رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق جسم کا مثلاً اناج میوہ جات وغیرہ دوسرا رزق روح کا اور وہ علوم و معارف ہیں۔ دوسری قسم کا رزق پہلے سے بدرجہا بہتر ہے۔ کیونکہ پہلا قسم جسم فانی کو تقویت دیتا ہے اور چند روزہ زندگی میں اُسے راحت پہنچاتا ہے اور رزق نمبر دوم ابد الآباد کی زندگی کا زاد راہ ہے (غزالیؒ)

انسداد شرک ۔ جب ظاہر اور باطن کے رزق کا رازق ایک خدائے تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے تو دوسرے کے دروازہ پر جا کر ہاتھ پھیلانے کی ضرورت ہی کیا ہے جہاں سوال کی

اجازت نہیں۔ جو دوسرے کے دروازہ پر جائیگا۔ خدا تعالیٰ
اس سے ناراض ہو جائیگا۔ ہاں یوں کرے کہ اللہ تعالےٰ
سے مانگے اور اس کو اپنا مددگار بنانے کے بعد اسباب رزق
میں جا کر ہاتھ ڈالے۔ ان میں پوری محنت اور کوشش کرے
اسباب کی منڈی[1] سے لاکھوں روپیہ کما کر لائے[2] اور[3] اس رزق
کو اللہ تعالیٰ کا محض فضل و کرم خیال کرے۔ تو ایسا شخص اگرچہ
ساری دنیا کے خزانوں کا مالک بنجائے۔ پھر بھی وہ اعلیٰ درجہ
کا خدا پرست اور خدا دوست کہلائیگا ۔ (مؤلف)

خوش نصیب انسان

خوش نصیب انسان۔ خوش نصیب وہ انسان ہے جس
کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے ارزاق بدن کا خزانہ بنایا (یعنی مال و
دولت میں وسعت دی اور وہ مخلوق خدا تعالےٰ کی جسمانی
حاجتیں پوری کرتا ہے) اور اس کی زبان کو دلوں کے ارزاق
(یعنی اذکار الہیہ مثلاً قرآن و حدیث شریف) کا مخزن بنایا (غزالی)
کہ اس کے ذریعہ سے لوگ گمراہی سے نکل کر ہدایت پاتے
ہیں۔ بد اخلاقی سے تائب ہو کر اخلاق حمیدہ کے پابند ہو جاتے
ہیں وعلیٰ ہذا القیاس

این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے حسد کا استحقاق فقط دو شخصوں میں ہے ایک

[1] یعنی اسکو مستقل سمجھکر یا حدود شرع سے باہر ہو کر ۱۲ [2] اگرچہ بعض کیلئے ترک اسباب

وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے۔ پھر اس کو راہ حق میں بیحد خرچ کرنے کی توفیق دی ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے۔ پھر وہ اسی سے لوگوں میں فیصلہ کرتا ہے اور اسی کی تعلیم دیتا ہے متفق علیہ (مولف)



فتاح وہ ذات ہے جس کی مہربانی سے ہر عقدہ کھلتا ہے اُسی کی مہربانی سے ہر مشکل حل ہوتی ہے (غزالی)

انسداد شرک۔ انسان کا فرض ہے کسی مشکل کی عقدہ کشائی کے لئے غیر کے دروازہ پر نہ جائے۔ علہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر آئے۔ عاجزانہ دعا کرنے کے بعد خدا تعالےٰ کے پیدا کئے ہوئے اسباب میں جا کر ہاتھ ڈالے۔ محنت کرے اور مراد پائے (مولف) ؎

ہمہ درہا بگل بر خود فرو بند
درِ اُو گیر وائم دل درو بند

(شیخ)

علہ حواشی ثلثہ صفحہ سابقہ ملحظہ ہوں ۱۲



علیم[۱] وہ ذات ہے۔ جو ہر چیز کے اوّل۔ آخر۔ ظاہر باطن۔ ماضی حال مستقبل کے ذرہ ذرہ حالات سے پورے طور پر آگاہ ہے اور یہ علم اُس کا ذاتی ہے۔ یعنی اشیاء کے موجود ہونے اور دیکھنے بھالنے کے بعد کا نہیں۔ بلکہ چیزوں کے وجود سے پہلے ہی تھا۔ اور یہ علم خاصہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ (مؤلف)

نتیجہ۔ جب ایسے علیم کے ساتھ ہمارا تعلق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ قدیر بھی ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ اس نے ہر سائل کی دُعا کے سننے اور قبول کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے چنانچہ ارشاد ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ترجمہ:۔ میں ہر پکارنیوالے کی دُعا قبول کرتا ہوں۔ جس وقت وہ مجھے پکارے۔

لہٰذا ایسے علیم۔ قدیر۔ مجیب کے دروازہ کو چھوڑ کر کہیں نہ جائیں۔ ہر کام کیلئے اُسی کے دروازہ پر آئیں۔ ہاتھ پھیلائیں مراد پائیں دنیا اور آخرت میں اسکے مخلص کہلائیں۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (مؤلف)

۱؎ یتصف بہ المخلوق ایضاً و بشروہ بغلام علیم ۱۲

اَلقَابِضُ
تنگ کرنے والا

اَلبَاسِطُ
کشادہ کرنے والا

مال و دولت، علم و عرفان کی کمی
بیشی۔ تنگی اور کشادگی اُسی مالک
وحدہٗ لاشریک لہٗ کے قبضہ میں ہے
نتیجہ:۔ انسان کا فرض ہے
کہ مال و دولت کی کشادگی یا علم و
عرفان کی وسعت کے لئے فقط
اُسی کے دروازہ کو کھٹکھٹائے۔
غیر کے دروازہ پر نہ جائے اور
قبض رزق میں صبر کرے
اور اُمیدوار کشادگی رہے
اور جب بسط ہو۔ تو شکر بجا
لائے۔ اور قبض رزق کو
اللہ تعالےٰ کی آزمائش
سمجھے۔ اور اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے
تشدد بے جا کا خیال نہ کرے۔ بلکہ اپنے اعمال کا
نتیجہ تصور کرے۔ یا کسی مصلحت پر مبنی سمجھے۔ قولہٗ تعالیٰ
وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا
تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ (مؤلف)





فرمانبرداروں کو سرفراز فرمانیوالا نافرمانوں کو نیچا دکھانے والا۔

فرضِ مومن

مومن کا فرض ہے۔ کہ حق پرست۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کی حمایت کرے۔ اور نافرمانوں کی باطل پرست تحریکوں کو کچل ڈالے۔ اولیاء اللہ سے دوستی رکھے اور دشمنانِ خدا سے عداوت رکھے (غزالیؒ)

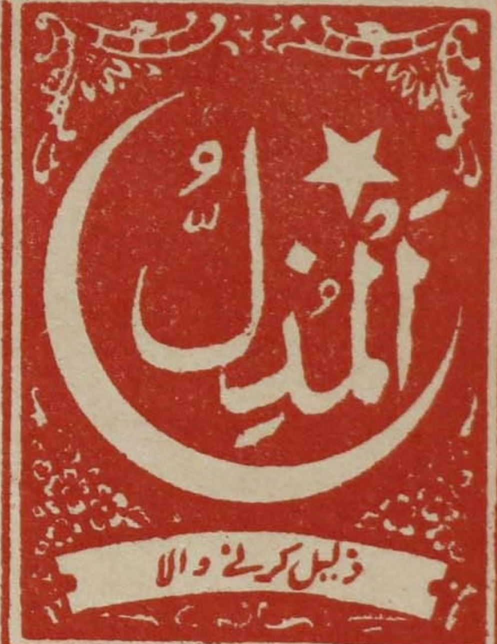
لطیف نکتہ۔ برادرانِ دین اور مشائخ اہل یقین کا رتبہ اپنے سے بلند سمجھنا چاہیے بلکہ اپنا درجہ سب سے کمتر سمجھا جائے (شیخؒ)

تا کہ اپنے محاسن پر نظر نہ پڑے اور دوسرے کے عیوب نظر نہ آئیں ٭ (مؤلف)

بیت

هنرمندے کہ رہ را پا و سر دید ٭ ز خود عیب و ز بیگانہ هنر دید
حکیمانے کہ دور اندیش بودند ٭ دوائے خلق و درد خویش بودند (شیخؒ)





دنیا اور آخرۃ کی عزت و ذلت کی
باگ فقط مولائے حقیقی عزّ اسمہٗ و
جل مجدہٗ کے قبضہ میں ہے (اعزالی)

نتیجہ

عزت و ذلت کا مسئلہ

قرآن حکیم نے تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ
مَنْ تَشَاءُ سے حل فرمایا ہے۔
جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ
عزت و ذلت کی باگ دنیا میں
ہو یا آخرۃ میں اللہ تعالیٰ ہی
کے قبضہ میں ہے۔ جس شخص یا
قوم کو چاہے۔ بام عروج پر پہنچائے
اور جسے چاہے قعر ذلت میں گرائے
لہذا صاف ظاہر ہے کہ مسلمانان ہند کی موجودہ پستی و ذلت
اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے
گریبان میں منہ ڈال کر ان اسباب و علل کا پتہ لگائیں جس
سے انکی حکومت بہ محکومی۔ رفعت بہ پستی۔ عزت بہ ذلت۔ اتحاد
بہ اختلاف۔ نظام بہ انتشار۔ تعظیم بہ توہین۔ اخلاق بہ
بداخلاقی متبدل ہو گئے۔

قولہ تعالیٰ:- وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ؕ

ترجمہ:- خدا تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا انہوں نے اپنے اوپر خود ہی ظلم کیا ہے

قولہ تعالیٰ:- اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں

قولہ تعالیٰ:- وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ

ترجمہ:- جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے سابقہ اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سی چیزوں سے تو اللہ تعالیٰ درگزر فرماتا ہے ؕ

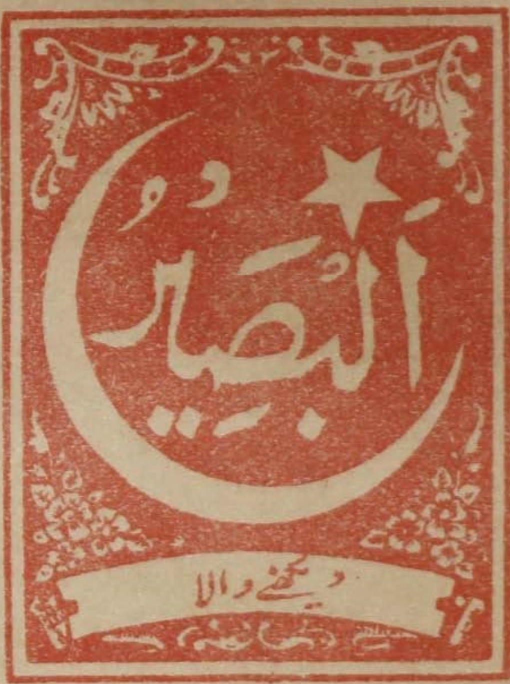
ان تمام مصائب کا باعث اصلی اعراض عن الدین ہے فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ؕ



وہ مولیٰ جو ہر آواز کو سنتا ہے۔ خواہ وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کے صاف پتھر پر چلنے کی کیوں نہ ہو۔ وہ اپنے تعریف کرنے والوں کی تعریف اور دُعا کرنیوالوں کی دُعائیں سُنتا ہے۔ لیکن وہ ہماری طرح کان نہیں رکھتا بلکہ سمع اُس کی ایک صفت ہے جس سے ساری چیزوں کو سُن لیتا ہے (عز اسمہٗ)

بندہ کی قوت سامعہ۔ انسان کے کانوں میں سُننے کی طاقت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ لہذا اس کا فرض ہے۔ کہ اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کرے

ورنہ خائن کہلائیگا۔ اور خیانت کی سزا پائیگا اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا عَنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا (مؤلف)



بصیر وہ ذات پاک ہے۔ جو زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو چیز ہے۔ ہر ایک کے ذرّہ ذرّہ کا مشاہدہ کر رہی ہے گہرے سمندر کی تہ میں جو چیز ہو یا سر بفلک پہاڑ کی جڑ میں جو چیز پوشیدہ ہو۔ ہر ایک اُس کی نظر کے سامنے موجود ہے (مؤلف)

عبرت

انسان کا فرض ہے۔ کہ اپنے دل کے شیشہ کو ہر عیب سے پاک رکھے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی حق تلفی۔ آبرو ریزی۔ دل آزاری کا خیال تک دل میں نہ لائے ہر وقت اس تصور کو پکائے۔ کہ میرے دل پر ہر وقت ہر گھڑی اُس مولیٰ کی نگاہ پڑ رہی ہے۔ میں اپنے دل کا کوئی راز اس سے چھپا نہیں سکتا۔ اس تصور کا نتیجہ یہ نکلیگا۔ کہ آدمی گناہوں سے پرہیز کرتا کرتا انشاءاللہ بالکل ہی پاک ہو جائیگا وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ

قولہ تعالیٰ۔ وَالَّذِینَ جَاھَدُوا فِینَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِینَ
ترجمہ:۔ اور جو لوگ ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں البتہ ضرور ہم ان کو اپنے رستوں کی راہنمائی کرینگے:۔ بیشک اللہ تعالےٰ البتہ نیکوکاروں کیساتھ ہے ؛ (مؤلف)



حَکَم فیصلہ کرنے والا جس کے فیصلہ کو کوئی رد نہ کرسکے مراتب حکم قضا قدر۔ توضیح مقصد کے لئے ایک مثال سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً سائیکل کے ایجاد کرنے والے کے ذہن میں پہلے ایک خیال آیا۔ کہ اس قسم کی ایک چیز ایجاد کی جائے۔ جس کے دو پہیئے ہوں۔ دونوں کے درمیان ایک زنجیر ہو۔ اوپر بیٹھنے کی جگہ ہو۔ اس خیالی تصویر سے اس شخص کا نام حکم ہوگا اس کے بعد وہ اسباب مطلوبہ کو جمع کرتا ہے تاکہ مسببات پیدا ہوں۔ اس درجہ کا نام قضا ہے۔ بعد ازاں ترتیب دیکر وہ نتائج پیدا کرکے دکھاتا ہے۔ اس کا نام قدر ہے۔ احکم الحاکمین خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ نے سارے نظام عالم کا کلمح البصر (آنکھ جھپکنے کی دیر) بلکہ اس سے بھی پہلے ایک نقشہ تجویز فرمایا۔ اس لحاظ سے وہ ذات پاک حکم کہلائی۔ بعد ازاں سارے نظام عالم کے اسباب کو جمع فرمایا۔ تاکہ مسببات وجود میں آئیں۔ یہ درجہ قضا ہوا۔

بعد ازاں اسباب کو کام میں لاکر مسبّبات پیدا کر دکھائے
یہ درجہ تقدیر ٹھہرا وَاللّٰہُ اَعلَم بحقیقۃ الحال وَالیہِ المرجع وَالمآب (غزالی ج۲)

ازالۂ غلطی

عقیدہ تقدیر کا نتیجہ بعض مسلمان غلط نکالتے ہیں کہ جب سب کچھ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فیصلہ سے ہونے والا ہے۔ تو ہمیں جدّ و جہد کرنے کی کیا ضرورۃ ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ وہ پردۂ غیب سے خود ہی ظاہر ہو جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں یہی شبہ پیش کیا گیا۔ اور آپ نے اس کا بہترین حل فرمایا صحابہ کرام رضؓ نے عرض کی اَفلا نتکل (کیا ہم تقدیر الٰہی پر بھروسہ کرکے نہ بیٹھ جائیں) آپؐ نے فرمایا اِعمَلُوا فکلٌ مُیسّرٌ لِمَا خُلِق (کام کئے جاؤ جس غرض کے لئے کسی کو پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے حق میں وہ کام آسان ہو گا۔

حاصل یہ ہے

کہ مسلمانوں کو تقدیر پر بھروسہ کرکے ساری دنیا دمافیہا کے دشمنوں اور موانع سے نڈر ہو کر کام کرنا چاہئے تھا۔ تقدیر ہماری ہمّت افزائی چستی و چالاکی کا باعث بننی چاہئے تھی۔ کہ جب ہمارے اخلاص کی برکت سے خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو پھر ڈر کس کا۔ لیکن بجائے ہمّت کے آج کل عقیدۂ تقدیر۔ پست ہمتی۔ بیکاری اور بربادی کا

موجب بن رہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ احفظنا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ
اعدائِکَ وَ اَعداءِ الَّذِیْنَ (مؤلف)



اس کے معنی عادل یعنی انصاف کرنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسا عادل ہے۔ جس کا ہر فعل عدل محض ہے یعنی اس کا ہر کام بے عیب اور اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہترین ہے۔ (غزالیؒ)

نتیجہ

جب ایک مسلمان کا عقیدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں اور اپنی خوبیوں کے لحاظ سے عمدہ ترین ہے۔ لہٰذا اس کا فرض ہے۔ کہ کسی مصیبت اور رنج میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے۔ جو اس پر گزرے۔ اس پر صابر رہے تیوری نہ چڑھائے۔ بلکہ اس کا شکر بجا لائے۔ مثلاً بیٹا مر جائے تو خیال کرے۔ کہ اس وقت اس کا مرنا ہی بہتر ہوگا اس لئے مرا۔ اگر یہ زندہ رہتا۔ تو خدا جانے اسکے باعث مجھ پر اور اس پر کس کس قسم کے وبال آتے۔ وہ خود بھی بچ گیا۔ اور ہمیں بھی بچا گیا۔ (مؤلف)



اس اسم کا مصداق وہ بن
سکتا ہے۔ جو باریک سے باریک
مصالح کو سمجھ سکتا ہو۔ اور ہر
ایک چیز کو مصلحت کی بنا پر
بہترین ٹھکانے پر خوش اسلوبی
سے لگا سکتا ہو۔ ایسے علم اور فضل
کا انتہائی کمال فقط خدائے قدوس
وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی میں پایا جاتا ہے۔ (غزالیؒ)

جو زمین و آسمان اور بحر و بر کی ہر چیز کی مصلحت
سمجھتا ہے اور انہیں ٹھکانے لگاتا ہے۔ (مؤلف)

مثال۔ اسم لطیف ہی کا لطف ہے۔ کہ بچہ کو ماں
کے پیٹ میں تین اندھیروں (پردہ جو بچے پر لپٹا ہوتا ہے
رحم۔ شکم) مادر کے اندر بناتا ہے۔ اسکی وہاں حفاظت کرتا ہے
ناف کے ذریعہ سے غذا بہم پہنچاتا ہے۔ پھر جب بچہ پیدا
ہوتا ہے۔ تو اسے ماں کا پستان چوسنا الہام کرتا ہے۔ (غزالی)

عبرت

جب انسان سمجھ لیگا۔ کہ اللہ تعالیٰ لطیف ہونے کے
لحاظ سے میرے دل کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ اس کے
بعد اسے چاہیئے۔ کہ ظاہر و باطن کو ہر قسم کی آلائش اور

بُرے اخلاق سے بچائے۔ اسکی نعمت کا شکر کرے۔ نیکی کی توفیق اس سے مانگے۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرکے اُس سے معافی کا خواستگار ہو۔ (شیخؒ)



خبیر وہ مولیٰ ہے جس سے پوشیدہ خبریں مخفی نہ رہیں۔ زمین و آسمان کے ہر ذرّہ ذرّہ کی نقل و حرکت بلکہ ہر ذی روح کے قلبی اضطراب و اطمینان سے پوری پوری خبر رکھتا ہو۔ خبیر اور علیم کا مطلب قریب قریب ایک ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ علم کو جب پوشیدہ رازوں کی طرف نسبت کیا جائے۔ تو انکے جاننے والے کو خبیر کہتے ہیں

عبرت

بندہ کا فرض ہے۔ کہ اپنے دل کے پوشیدہ حالات کو جانچے۔ کہ اس میں کس قدر خیانت۔ خود پسندی زر پرستی۔ جاہ طلبی کے امراض قبیحہ مضمر ہیں۔ اور پھر ان سے پاک و صاف ہونے کی سعی تام کرے قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا (مؤلف)

الحلیم

بردبار

وہ اللہ تعالیٰ جو بندوں کی نافرمانی کو دیکھتا ہے۔ لیکن اس کا غیظ وغضب جوش میں نہیں آتا اور باوجود قدرت رکھنے کے بدلہ لینے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ

ترجمہ:۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے اعمال پر گرفت کرتا تو روئے زمین پر کوئی زندہ نہ رہتا۔

عبرت۔ انسان اگر اس اسم کا مظہر بننا چاہے تو ضبط نفس۔ تحمل اور بردباری کی مشق کرے۔ جسقدر بھی خلاف طبع یا رسم باتیں پیش آئیں۔ سب کو برداشت کرے اشتعال میں نہ آئے وقار کو ہاتھ سے نہ جانے دے اللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى (غزالی)

العظیم

ذات وصفات میں سب سے بڑا

عظیم اصل میں عظیم الجسم پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہاں عظیم سے مراد وہ ذات ہے۔ جس کی حقیقۃ اصلیہ کو عقل بھی تصور نہیں کر سکتی۔ اور یہ فقط ذات حق جل و علیٰ شانہ، کا خاصہ ہے،

انسانوں میں عظیم۔ انسانوں میں

عظیم البلند پایہ ہستیاں، انبیاء علیہم السّلام اور علمائے کرام ہیں
(غزالیؒ) رحمت الٰہی کی جو خصوصیات مقرّبین الٰہی سے ہوتی ہیں
دوسرا کوئی اُنکی حقیقت کو بھی معلوم نہیں کرسکتا۔ ہاں یہ ضرور
ہے کہ عظمۃ مطلقہ تو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے مگر مقرّبین کی عظمۃ
بمقابلہ اِن سے کم درجہ والوں کے ہوتی ہے مثلاً شاگرد سے
اُستاد کی اور مرید سے مرشد کی عظمت زیادہ ہے۔ (مؤلف)



غفور بمعنی غفار ہی ہے لیکن غفور
میں ایک طرح کا مبالغہ پایا جاتا
ہے۔ غفار میں بہ لحاظ مغفرت کے
مبالغہ ہے کہ بار بار مغفرت فرماتا
ہے اور غفور سے مراد تام الغفران
ہے کہ انتہائی سے انتہائی مغفرت
کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ (غزالیؒ)

فرض بندہ

بندہ کا فرض ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے
بے اعتدالیوں پر اس قدر عفو کرے۔ کہ بندوں میں غفار
کہلانے کا مستحق ہو جائے۔

واللہ الموفق والمعین

(مؤلف)

الشکور

قدردان

شکور وہ مولیٰ ہے جو تھوڑی سی اطاعت پر بہت زیادہ درجے عطا فرماتا ہے اور چند روزہ اعمال صالحہ کے بدلہ میں آخرت کی غیر متناہی نعمتوں کا مستحق ٹھہراتا ہے آخرۃ کی بے انتہا نعمتوں کا بدلہ دینے کے لحاظ سے شکور کا اصلی مصداق فقط خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے جو ایک نیکی کا بدلہ کئی گنا دے اُسے بھی شاکر کہتے ہیں اور جو شخص محسن کی تعریف کرے اُسے بھی شاکر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات دونوں معنی میں شکور ہے۔ پہلی معنی تو ظاہر ہے دوسری معنی بھی اللہ تعالیٰ کے حق میں بطریق اولیٰ صادق آتی ہے کہ بندوں کو اعمال کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ پھر خود ہی اُن کی تعریف کرتا ہے مثلاً نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ ترجمہ:۔ وہ کیسا اچھا بندہ تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ (غزالیؒ)

فرض انسان

انسان کا فرض ہے۔ کہ دونوں قسم کے شکر کا عادی بنے۔ بدلہ دینے میں بھی بے نظیر ہمت دکھائے۔ اور محسن

کی ثنا میں بھی رطب اللسان نظر آئے وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

(مؤلف)



علی وہ ذات ہے جس کے مرتبہ کے اوپر کسی دوسرے کا مرتبہ نہ ہو۔ زمین و آسمان۔ بحر و بر کی ساری اشیاء کے مرتبے اس سے کم ہوں یہ معنی فقط ذات باری عزّ اسمہٗ و جل مجدہٗ کے ساتھ خاص ہے۔ ہاں مخلوقات میں سے انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ عظام کے درجے بلند ہیں۔

(غزالیؒ)

تخلق ۔ اس اسم کا تخلق بایں صورت حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ علم و عمل کے حاصل کرنے میں اس قدر سعی تام کرے۔ کہ اپنے بنی نوع پر سارے کمالات میں فائق نظر آئے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جس قدر ترقی پائیگا انبیاء علیہم السلام کے درجہ تک نہیں پہنچ سکیگا۔ کیونکہ ان کا درجہ سب سے بلند ہے۔

(الشیخؒ)



الکبیر سے مراد صاحب کبریا ہے۔
کبریا سے مراد ذات کا کمال ہے اور
ذات کا کمال وجود کے کمال سے
ہوتا ہے وجود کا کمال دو چیزوں
پر منحصر ہے۔ پہلا یہ کہ ازلی اور
ابدی ہو۔ (غزالی)

اس لحاظ سے حقیقی طور پر
کبیر کا اطلاق فقط ذات باری عزّ اسمہٗ پر ہی ہونا چاہیے (مؤلف)

دوسرا یہ کہ جس کا وجود کامل ہو۔ اس کو کبیر کہہ
دیتے ہیں اور جس کے وجود سے جمیع موجودات کا وجود حاصل
ہو۔ اُسے بطریق اولیٰ کبیر کہنا چاہیے۔ (غزالیؒ)

مظہر اسم کبیر

بندوں میں اسم کبیر کا مظہر وہ کامل ہوگا۔ جس کی
صفات کمال اپنے اندر ہی محدود نہ رہیں بلکہ جو اسکی
صحبت میں آئے۔ کچھ نہ کچھ فیض لے کر جائے۔
(غزالیؒ)

اور یہ صفت علماء ربانی کی ہے۔
(مؤلف)



حفیظ وُہ حافظ ہے۔ جو نظام عالم کی ہر چیز کو محفوظ رکھتا ہے باوجودیکہ آپس میں وہ متضاد اور ایک دوسرے کی دشمن ہیں۔ مثلاً پانی اور آگ۔ گرمی اور سردی۔ رطوبتہ اور یبوستہ اجسام مرکبہ انہیں مختلف اجزائے مرکب ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود ایک دوسرے کے دشمن ہونے کے پھر ایک قالب میں حد اعتدال پر رکھتا۔ تاکہ کوئی دشمن دوسرے کو فنا نہ کرنے پائے۔ اور متضاد اجزار سے مرکب اجسام کو ٹھیک طور پر چلانا یہ حفیظ عزّ اسمہٗ وجل مجدہٗ ہی کا کام ہے" (غزالیؒ)

علیٰ ہذا القیاس مؤمنوں پر ایمان کا القاء کر کے ان کے عقائد کو گمراہی سے محفوظ کیا۔ حفیظ کی یہ معنی بھی ہو سکتی ہے کہ سب چیزیں اس کے علم میں محفوظ ہیں۔ سہو و نسیان کی وجہ سے کسی چیز کا اس کے علم سے خارج ہونا ممکن نہیں "(شیخ)"

مظہر حفیظ۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں مظہر حفیظ وہ کہلائیگا۔ جو اعضاء اور دل کی حفاظت کرے۔ اپنے غضب شہوۃ۔ فریب نفس اور شیطان کی دہوکہ بازی سے دین کو بچائے۔ یوں خیال کیجئے۔ کہ انسان ایک ایسے گناہ سے

پر کھڑا ہوا ہے۔ جو گرنے والا ہے۔ علاوہ اسکے آفتوں نے بھی اُسے گھیرا ہُوا ہے ٭ (غزالیؒ)



دل اور بدن کی غذا کا پیدا کرنے والا۔ دل کی غذا معرفت الٰہی اور بدن کی غذا خوراک ہے ٭ (غزالیؒ)

مقیت کی معنی توانا نگہبان گواہ اور حاضر بھی ہو سکتی ہے قولہ تعالےٰ۔ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا

تخلق

بھوکوں کو کھانا کھلائے۔ غافلوں کو راہ ہدایت بتائے اپنے نفس کے حالات پر خبردار رہے۔ اور اپنی اصلاح پر قدرت پائے۔ تو اس اسم سے متخلق سمجھا جائیگا ٭ (شیخؒ)



حسیب سے مراد کافی ہے۔ ایسا کافی کہ جس کا وہ ہو جائے اس کو پھر کسی دوسرے کی حاجت باقی نہ رہے۔ یہ صفت حقیقتاً سوائے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے کہیں نہیں پائی جاتی ٭ (غزالیؒ)

بعض کہتے ہیں کہ حسیب بمعنی

محاسب ہے چنانچہ قیامت کے دن مخلوقات سے حساب لیگا اور
اللہ تعالیٰ ایسا محاسب ہے کہ انسانوں کے سانس بھی گن لیتا
ہے ۔ (شیخ)

فرض بندہ

جب انسان جانتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اسے
چاہیئے کہ اسی پر اکتفا کرے اور سب کاموں میں اُس کی
حسن تدبیر پر بھروسہ کرے وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ
اور جب جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکے سانس بھی گنتا ہے اور اُنکا حساب لیگا
تو اُسے چاہیئے کہ اپنے تمام افعال اور حالات کو نقائص اور
عیوب سے صاف رکھے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى



جلالتہ سے مراد بلند مرتبہ ہونا
ہے جلیل مطلق فقط خدائے
قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔
کبیر۔ جلیل۔ عظیم۔ امام غزالی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اسم کبیر
کمال ذات کی طرف راجع ہوتا
ہے۔ اور جلیل کمال صفات اور
عظیم ذات اور صفات دونوں کے کمال کے لئے مستعمل ہوتا ہے
تخلق۔ انسان اپنے نفس کو کمال سے موصوف بنائے۔
باطنی صفات کو درست کرے بداخلاقیوں سے باز آجائے

تاکہ جلیل اور جمیل ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوقات سب اُسے دوست رکھیں (شیخ)



کریم وہ ذات ہے جب قدرت پائے تو عفو کر دکھائے۔ جب وعدہ کرے تو پورا کرے۔ جب دینے لگے تو امید سے بڑھ کر دے۔ اس کی پرواہ نہ کرے کہ کتنا دیا اور کسے دیا اُسکے دروازہ کو چھوڑ کر جانے سے ناراض ہو۔ جو شخص اسکے دروازہ پر پڑ جائے اور التجا کرتا ہے۔ اس کو کبھی ضائع نہ ہونے دے بلکہ اس کو تمام وسیلوں اور سفارشیوں سے مستغنی کر دے جس شخص کے لئے یہ صفتیں بلا تکلف جمع ہو جائیں۔ وہ کریم مطلق ہو گا۔ ان صفات کا اعلیٰ درجہ فقط خدائی قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ میں پایا جاتا ہے ؎

عبرت يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ترجمہ۔ اے انسان تمہیں اپنے عزت والے رب کے معاملہ میں کس چیز نے دہوکے میں ڈال رکھا ہے

اے غافل انسان۔ جب ان خوبیوں والا تیرا رب موجود ہے۔ تو پھر کیوں غیر کے ہاں جاتا ہے۔ ہاتھ پھیلاتا ہے۔ سچ تو بتلا۔ کہ وہاں سے کیا پاتا ہے فاحذروا أيها العصاة (غزالی)



رقیب کے معنی نگہبان۔ لہذا رقیب وہ ہو سکتا ہے۔ جو علیم اور حفیظ بھی ہو۔ تاکہ حفاظت اشیاء میں کوئی لحظہ غافل نہ ہونے پائے۔ اور بالالتزام نگرانی فرمائے

فرض بندہ

انسان اگر اس اسم کا مظہر بننا چاہے۔ تو کم از کم اتنا کرے۔ کہ اسے اپنے مولا سے جو قلبی رابطہ ہے۔ اس کی ہر لحظہ پوری حفاظت کرے اس امر کا ہر وقت خیال رکھے۔ کہ میرا نفس اور شیطان دو دشمن اس تعلق میں خلل انداز ہونا چاہتے ہیں۔ اور وہ اس تلاش میں رہتے ہیں کہ مجھے مولیٰ سے ہٹائیں۔ لہذا ان کی مکاریوں اور فریب بازیوں سے بچتا رہے اور کوئی موقعہ انہیں مطلب برآری کا نہ دینے پائے۔ یہی اس کا مراقبہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرضٰی (غزالی)

اَلْمُجِیْبُ

قبول کرنے والا

سائلوں کی مدد کرنیوالا۔ دُعا کرنیوالوں
کی دُعا قبول کرنیوالا۔ بیکسوں کا
حاجت روا۔ بلکہ محتاج کی حاجت
سے پہلے حاجت روائی کے اسباب
پیدا کرنیوالا۔ یہ کام فقط اللہ تعالیٰ
جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ ہی کے شایانِ
شان ہے کیونکہ وہی محتاجوں کی
حاجتیں انکے سوال اور بیان سے پہلے اپنے علم ازلی سے جانتا ہے

مظہر مجیب۔ انسان کا فرض ہے کہ پہلے تو امر و نہی میں
اپنے رب کے حکم کی اجابت کرے یعنی ہر حکم کی تعمیل کرے۔ پھر
بندوں پر اسی صفت کا اظہار کرے کہ ہر سائل کی حاجت روائی کرے
بشرطیکہ استطاعت ہو۔ ورنہ نہایت نرمی سے جواب دیدے (الغزالی)

اَلْوَاسِعُ

کشائش کرنے والا

واسع سَعَۃٌ سے مشتق ہے۔ جسکی
معنی کشادگی ہے۔ بعض اوقات
اس سے مراد وسعت علمی ہوتی
ہے جبکہ معلومات کی بہتات ہو
اور بعض اوقات احسانات کی کثرت
مراد لیجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات
دونوں معنی کے لحاظ سے واسع ہے

اگر اس کے معلومات کو دیکھا جائے تو بحر بے پایان ہیں سارے سمندر بلکہ ان جیسے سات سمندر اور سیاہی بنا کر معلومات الہی لکھے جائیں۔ تو سمندر ختم ہو جائیں۔ اور معلومات ویسے کے ویسے رہجائیں۔ اور اگر اس کے احسانوں کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھی جائے۔ تو بے انتہا نظر آئیں۔ لہذا واسع مطلق فقط ذاتِ باری عزّ اسمہٗ وجلّ مجدّہٗ ہی ہے۔ (غزالی)

متخلّق۔ اگر اس اسم سے متخلق ہونا چاہے تو علوم و معارف میں وسعت پیدا کرے۔ اپنے دل اور ہاتھوں کو کشادہ رکھے گردشِ ایام اور جاہلوں کی ایذا سے تنگدل نہ ہو۔ غرضیکہ ہر شخص سے حسن سلوک سے پیش آئے:۔ **بیت**

بندہا بردار گر خواہی کشاد ٭ دست دل بکشا اگر خواہی مراد (شیخ)



حکمتہ کی معنی یہ ہے کہ بہترین چیز کا بہترین علم کے ذریعے سے پہچان لینا۔ تمام چیزوں میں بہترین چیز خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ اور یہ طے شدہ امر ہے۔ کہ اُس مالک الملک عزّ اسمہٗ وجل مجدّہٗ کی حقیقتہ اصلیّہ کو سوائے اُسی کی ذات کے اور کوئی نہیں جانتا۔ لہذا حکیم مطلق ایک اللہ تعالے

ہی ہے ہاں مجازی طور پر حکیم کا لفظ ایسے شخص پر بھی بولا جاتا ہے۔ جو کسی صنعت و حرفت میں پورا کمال رکھتا ہو۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ہر قسم کی صنعت و حرفت کی تہ تک بھی وہی مولیٰ جل مجدہٗ پہنچ سکتا ہے انسان کا علم ہر جگہ ناقص ہی رہتا ہے

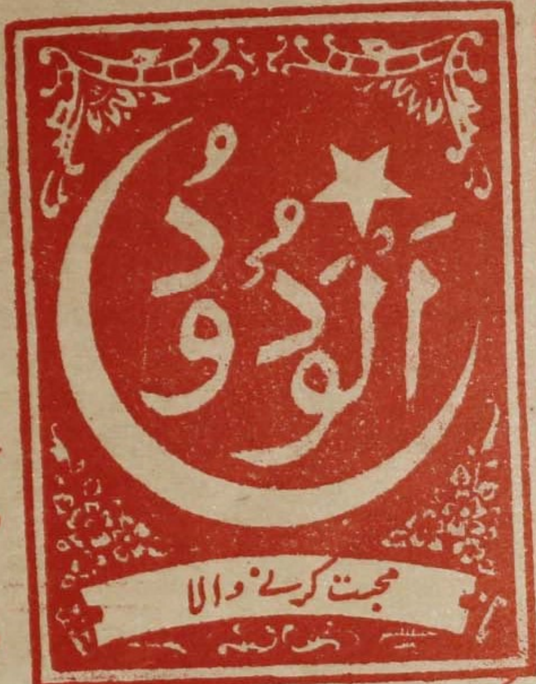
اصلی علم حکمۃ

علم کا مرتبہ بلحاظ اس کے معلوم کے ہے۔ جو معلوم معزز و قابلقدر ہو۔ اس کا علم بھی قابل توقیر ہوگا۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالےٰ کی ذات صفات۔ اُس کے متعلقہ علوم کا عالم ہو۔ وہ حکیم کہلائیگا کیونکہ حکمت اعلیٰ ترین علم کا نام ہے اگرچہ وہ دنیاوی علوم میں کم درجہ رکھتا ہے اور جو شخص علوم رسمیّہ کا پورا ماہر ہو لیکن علوم الٰہیہ (مذکورۃ الصدر) سے ناواقف ہو۔ وہ حکیم کہلائیگا مستحق نہ ہوگا۔

نتیجہ حکمت

جس شخص کو اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرمائے۔ اسکی نظر دُنیا سے اُٹھ جاتی ہے۔ اور عاقبت پر پڑ جاتی ہے۔ اس کی زبان سے کلمات بھی اسی ذوق سلیم کے مطابق ہی نکلتے ہیں چنانچہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات حکمۃ ملاحظہ ہوں (جو چیز تھوڑی ہو۔ اور کافی ہو جائے وہ بہتر ہے بمقابلہ اُس زیادہ چیز کے جو انسان کو اپنے فرض منصبی سے غافل کردے۔ بھلا وہ آدمی ہے جو دوسرے کے واقعات سے اپنے لئے

سبق حاصل کرے۔ قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا) (غزالیؒ)



وُدُود وہ شخص ہے جو ساری مخلوقات
کے لئے بھلائی کا خواہاں ہو۔ اور اُن
سے بھلائی ہی کرے (غزالیؒ)

یہ معنی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات
کے شایان شان ہے۔ (مؤلف)

مظہر وُدُود۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں
وُدود وہ شخص ہوگا۔ جو مخلوقات
کیلئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے اور اس سے بھی اعلیٰ درجہ
اس شخص کا ہے جو دوسرے کو اپنے نفس سے بھی زیادہ ترجیح دے
چنانچہ ایک باخدا کا مقولہ مشہور ہے "میں چاہتا ہوں کہ دوزخ پر پل
بنجاؤں میرے اوپر سے بندے گزریں اور انہیں دوزخ کی آنچ نہ آئے (غزالیؒ)



جس کی ذات شریف ہو اور افعال
جمیلہ ہوں۔ عطاء بے انتہا ہو۔ وُہ مجید
ہے گویا اس میں اسم جلیل وہاب
اور کریم تینوں کا مجموعہ پایا جاتا ہے
(غزالیؒ)

فرض بندہ

انسان کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی حمد وثنا بجالائے۔ اسکی نعمت

اور عطا کا شکر کرے ،،

(شیخ رح)

اَلْبَاعِثُ

مُردوں کو جلانے والا

وہ اللہ تعالیٰ جو روح اور جسم کو دوبارہ ملائیگا۔ قبروں سے اٹھائیگا جو کچھ سینوں میں مضمر ہے اُسے ظاہر کرائیگا ۔

مظہر اسم باعث

بعث کا ماحصل یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ پیدا کریگا. جہالت ایک طرح کی موت اور علم زندگی ہے ۔

(غزالی)

چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ كَمَثَلِ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ ۝ **ترجمہ**:۔ اپنے رب کو یاد کرنیوالے اور نہ کرنیوالے کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے انتہی یعنی ذاکر زندہ اور غافل مردہ ہے لہٰذا جو شخص خلق خدا کو جہالت سے نکال کر نور علم سے منور کر رہا ہے. وہ گویا کہ جام حیاۃ پلا رہا ہے۔ یہ درجہ انبیاء عَلَیْهِمُ السَّلَام اور ان کے جانشین ورثاء علماء ربانیین کا ہے ۔

(مؤلف)

الشَّہِیدُ

حاضر - موجود

اُسکی معنی قریب علیم کے ہے ۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ
ہے غیب سے مراد پوشیدہ باتیں اور
شہادۃ سے مراد ظاہر کی چیزیں ہیں
اگر مطلق علم کا لحاظ کیا جائے ۔ تو وہ
علیم ہے اور اگر پوشیدہ اور باطنی امور
کو دیکھا جائے تو وہ خبیر ہے اور اگر
ظاہری امور کو مدِّ نظر رکھا جائے تو وہ شہید ہے ۔ (غزالی)

عبرت ۔ جب ہمارا مولیٰ عزّ اسمہٗ و جل مجدہٗ ہمارے ظاہر اور باطن
کے حالات کو پورے طور پر جاننے والا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اپنے
ظاہر و باطن کو ان باتوں سے پاک و صاف رکھیں جو اُسے ناپسند
ہیں مثلاً کفر، شرک ۔ حسد ۔ کینہ ۔ بغض ۔ عداوت وغیرہ اَللّٰھُمَّ طَہِّرْ قُلُوْبَنَا وَ اِیَّانَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن

الْحَقُّ

ثابت سب صفتوں سے

حق بمقابلہ باطل کے ہے ۔ کیوں کہ
بعض اوقات چیزیں اپنی ضد سے
نمایاں ہوتی ہیں محاورات انسانی میں
جن اشیاء کا ذکر ہوتا ہے ۔ اُنکی تین
قسمیں ہیں حق مطلق باطل مطلق من
وجہ حق ، من وجہ باطل ممتنع بالذات
(شریک باری) تو باطل مطلق ہے واجب

بالذات حق مطلق ہے اور ممکنات من وجہ حق اور من وجہ باطل ہیں
ممکن کو اپنی ذات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ باطل ہے (غزالیؒ)
اُسکی کوئی ہستی نہیں ہے (مؤلف) ور چونکہ حق کے وجود سے وہ
موجود ہے۔ اس لئے حق ہے کل شیئٍ ھالکٌ اِلّا وَجہہٗ کا یہی مطلب ہے

فرض انسان۔ انسان کا فرض ہے ماسوی اللہ تعالیٰ کو
ہمیشہ باطل اور فانی تصور کرے اور فقط خدائے قدوس وحدہٗ لا
شریک لہٗ کی ذات کو حق اور باقی تصوّر کرے (غزالیؒ)

اگر یہ تصور پختہ ہو جائے۔ تو انسان کی خواہشات خود
بخود کم ہو جائیں دل میں جاہ طلبی۔ تکبّر۔ غرور۔ انانیّت نہ
رہنے پائے۔ یادِ الٰہی میں ذوق آئے دربارِ الٰہی کی عزّت کا دلدادہ
ہو جائے۔ اُسی کو چاہے۔ اُسی کا ہو کر رہے۔ اسی کے لئے جئے۔ اُسی
کی راہ میں مرے ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ ۱۲ (مؤلف)



وکیل وہ ذات ہے۔ جسے کام سپرد
کیے جائیں۔ وکیل کی دو قسمیں ہیں۔
ناقص اور کامل۔ وکیل ناقص وہ
ہے جو بعض امور کی ذمہ داری اٹھائے
نہ سب کی۔ اور اس ذمہ داری میں
بھی اپنی ذاتی طاقت کو کام میں نہ
لائے۔ بلکہ غیر (یعنی اللہ تعالےٰ)

کی مانگی ہوئی طاقت کو کام میں لائے۔ اور کام کر دکھائے وکیل
کامل وہ ذات ہے۔ جو ساری چیزوں کی ساری ضروریات کا
ذمہ اٹھائے اور اپنی ذاتی طاقت سے سب کی حاجت روائی
کرسکے۔ یہ کمال فقط مالک الملک عز اسمہ میں پایا جاتا ہے۔ اس
لئے حقیقی طور پر وکیل فقط اسی کا نام ہے۔ (غزالی)

فرض بندہ

انسان کا فرض ہے کہ اپنی ضروریات میں قادر مطلق وکیل
حقیقی کے دروازہ پر جائے۔ اسکے دروازہ کو پہلے کھٹکھٹائے
وہاں منظوری کی درخواست دینے کے بعد پھر اسباب میں ہاتھ
ڈالے۔ کام ہو جائے۔ تو خدا تعالیٰ کا شکریہ بجا لائے۔ ورنہ رضائے
مولیٰ بر ہمہ اولیٰ اپنے حق میں بہتر خیال کرکے خاموش ہو جائے۔ (مؤلف)



قوی سے مراد پوری طاقت والا۔
اور متین سے مراد سخت طاقت والا

فرض بندہ

جب ایسی زبردست طاقت والے
کیساتھ انسان کا رشتۂ عبودیت
وابستہ ہے۔ تو اس کا دروازہ چھوڑ
کر اور کہیں جانے کی کیا ضرورت
ہے اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ٭ (مؤلف)



ولی سے مراد دوستی کا حق ادا کرنے والا مدد کرنے والا ہے۔ وہ ایسا دوست نواز ہے کہ اپنے دوستوں کی مدد میں اُنکے دشمنوں کا قلع قمع کر دیتا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (سورہ محمدؐ رکوع نمبر ۱ - اعزالیؔ)

مظہر ولی

انسانوں میں اس اسم کا وہ مظہر ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے دوستوں کو دوست رکھے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے دوستوں کی مدد کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دُشمنوں سے دشمنی رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے انسان کا اندرونی دشمن نفس انسان ہے ٭ (اعزالیؔ)

اور بیرونی دشمنوں میں بدترین دُشمن دشمنانِ اسلام ہیں۔ جس شخص نے ان دونوں کا کہا نہ مانا۔ اور وہ کام کئے۔ جو دونوں کے لئے سوہانِ روح اور پیغامِ موت ہوں۔ وہ مظہر اسم ولی ہوگا ٭

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

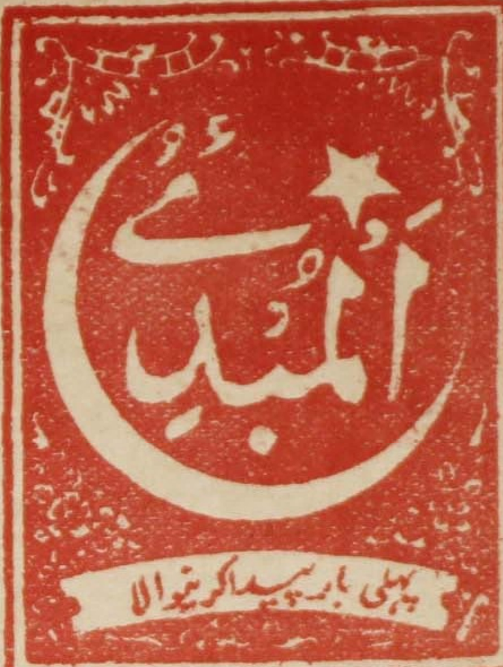
(اعزالیؔ)

اَلحَمِیدُ
خوبیوں والا

حمید سے مراد تعریف کی ہوئی ذات ہے اللہ تعالیٰ اپنی ذاتِ پاک کیلئے ازل سے تعریف کرنیوالا ہے اور اپنے بندوں کی تعریف سے ابداً تعریف کیا ہوا ہے
مظہر حمید۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اسم حمید کا وہ مظہر ہو گا۔ جس کے عقائد۔ اخلاق۔ اعمال اور اقوال محمود ہوں اور اُنہیں کسی قسم کی میل نہ پائیجائے یہ خوبی سیّدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اور اُن کے ماسوا اولیاء کرام اور علماء عظام میں بھی اپنے اپنے درجہ کے لحاظ سے پائی جاتی ہے۔ حمید مطلق فقط خدائے قدّوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات ستودہ صفات ہی ہے۔ (غزالی رح)

اَلمُحصِی
ہر چیز شمار کرنے والا

محصی وہ ذات ہے جو اپنے معلومات کا پورے طور پر احاطہ کرلے اور محصی مطلق وہ ہے جس کے علم میں ہر معلوم کی حد۔ اسکی گنتی غرضیکہ ہر حالت کا پورا نقشہ ہو۔ چونکہ انسان اپنے معلومات میں اس قسم کا علم بہم پہنچانے سے عاجز ہے اسلئے اسکو محصی نہیں کہا جائیگا (غزالی رح)







انسان کو اللہ تعالیٰ ہی نے ابتداً پیدا کیا ہے۔ اور پھر دوبارہ مرنے کے بعد اٹھائے گا۔ بلکہ تمام اشیاء کی ابتداء اُسی سے ہوئی۔ اور انتہا اسی کے ہاں ہوگی ۔ (غزالیؒ)

فرض بندہ

انسان کا فرض ہے کہ ہر ایک معاملہ میں سوائے خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ کے اور کہیں نہ جانے پائے کیونکہ تمام نظام عالم کی ابتداء و انتہا اسی کے قبضہ میں ہے۔ لہذا جو ملے گا۔ اسی سے ملیگا ۔ (مؤلف)

موت اور حیاۃ کا خالق فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ لہذا محیی (زندہ کرنیوالا) اور ممیت (مارنیوالا) سوائے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اور کوئی نہیں ہوگا۔

لہذا۔ مسلم کا فرض اوّلین یہ ہے کہ حصول اولاد وغیرہ ضروریات کیلئے اس مالک کے دروازہ کو چھوڑ کر کہیں



نہ جائے۔ (غزالیؒ)

ساری موجودات مادہ اور صورت سے مرکب ہیں۔ حیّ اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے۔ جو سارے جہاں کے موجودات کی مفیض ہے۔ اگر اُس حیّ سے فیضانِ صور نہ ہوتا۔ تو جہاں میں کوئی چیز موجود نہ ہوتی۔

(مؤلف)



بعض چیزیں ایسی ہیں۔ جو اپنے وجود میں دوسرے محل کی محتاج ہیں۔ مثلاً ہر قسم کے رنگ اور صفتیں بعض ایسی ہیں۔ کہ دوسرے محل کی طرف محتاج نہیں ہیں۔ مثلاً سارے جواہر۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ فی الحقیقت وہ بھی بہ سرِ خود قائم نہیں ہیں۔ اگرچہ محل کے محتاج تو نہیں ہیں۔ لیکن پردہ عدم سے صفحۂ ہستی پر آنے کے لئے موجد کے محتاج ہیں۔ جو موجود ایسا ہو۔ کہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں۔ اور اُس کا قیام بھی بسرِ خود ہو۔ اور اُس کے وجود کے دوام میں دوسرے وجود کی ضرورت نہیں۔

ہے۔ اُس کو قائم بالذات کہتے ہیں۔ اپنی ان خوبیوں کے باوجود اگر ہر موجود کا وجود اس کے ساتھ وابستہ ہو۔ کہ اُن کا وجود اور دوام اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ تو اس ذات کو قیوم کہتے ہیں۔ اور یہ کمال سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کسی میں نہیں (غزالی)

نصیب بندہ

جس قدر کوئی شخص ماسوی اللہ سے بے پرواہ اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے غنی ہوگا۔ اسی قدر اس اسم کا ایک طرح پر مظہر ہوگا" (شیخ)



اپنی صفات الوہیتہ اور ان کے کمال میں جو جو چیز شرط ہے۔ اُسے وہ موجود پانے والا۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی صفات کمال میں کسی کو بھی ہر ایک کمال نصیب نہیں ہے۔ اگر ایک چیز موجود ہو۔ تو کوئی طرح کی حاجت باقی ہے۔ (مؤلف)

تخلق۔ جن کمالات کی انسان کو ضرورت ہے۔ ان کے حاصل کرنے میں سعی تام کرے۔ تاکہ اپنی مراد اور مقصود کا واجد ہو۔ اور بفضل خدا تعالیٰ ماسوی اللہ سے مستغنی ہو جائے

اَلْمَاجِدُ
بزرگی والا

ماجد کی معنی مجید ہی کی ہے
جس طرح عالم بمعنی علیم ہوتا ہے
البتہ وزن فعیل میں مبالغہ
ملحوظ ہوتا ہے۔ مجید کی معنی
اس سے پہلے گذر چکی ہے
(غزالیؒ)

اَلْوَاحِدُ
اکیلا

واحد وہ ذات ہے جسکی تقسیم
نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اس لئے واحد
ہے۔ کہ اُس کی ذات میں تقسیم
محال ہے۔ اور وہ مالک الملک عزّ اسمہٗ
جل مجدہٗ ایسے وجودِ خصوصی سے موجود
ہے۔ کہ اس میں غیر کی شرکت کا
تصوّر بھی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ازلاً
ابداً واحد مطلق اسی کی ذات ہے
بندے پر بھی واحد کا اطلاق آتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ مثلاً
کوئی شخص کسی خاص خوبی میں اپنے وقت میں ممتاز ہے
وہ واحد ہے۔ لیکن اسکی احدیت اسی وقت خاص میں مخصوص
ہے۔ ممکن ہے کہ کسی دوسرے زمانہ میں کوئی دوسرا شخص
اسی صفت میں اس جیسا یا اس سے بھی زیادہ باکمال

پایا جائے ۔ (غزالیؒ)

واحد اور احد میں فرق۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ احد باعتبارِ ذات کے اور واحد باعتبارِ صفات کے ہے۔ اور بعض اس کا عکس خیال کرتے ہیں

تخلق۔ انسان کو چاہئے۔ کہ فضل و کمال میں یگانۂ روزگار ہو کر رہے۔ اور جس طرح خدائی قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ الوہیت میں یکتا ہے۔ اسی طرح یہ فرائض عبودیت کے ادا کرنے میں یکتا ہو (ابن شیخ)



صمد مطلق وہ ذات ہے۔ جس کی طرف تمام حاجتوں میں رجوع کیا جائے اور یہ فقط ایک خدائی قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات ہے۔

عبرت

جب ایسی ذات بے نیاز ہماری حاجت روائی کے لئے موجود ہے جو سارے جہان کے لئے ملجا و ماویٰ ہے۔ تو بندہ کا فرض ہے۔ کہ اسکے سوا کسی کے دروازہ پر نہ جائے۔

(غزالیؒ)







دونوں کی معنی قدرت والا ہے البتہ
مقتدر کے معنی میں مبالغہ ہوتا ہے
قادر وہ ذات ہے جو چاہے تو کرے
اور چاہے نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق
ہے کیونکہ اس نے ہر موجود کو اکیلے
بلا مدد غیر خود بنایا ہے۔ بندہ کی قدرت
اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ اور وہ
بھی بعض ممکنات پر حاصل ہے "غزالی"
نتیجہ۔ جب انسان کو معلوم ہوگا
کہ میرا مولیٰ بدلہ لینے پر قادر ہے
تو جو شخص اُسے ستائیگا یا اس پر
ظلم ہوگا اس سے بدلہ لینا اللہ تعالیٰ
کے سپرد کردیگا۔ "الشیخ"

ہر چیز کو مرتبہ میں آگے بڑھانے
والا اور پیچھے ہٹانیوالا اور یہ تقدم
وتاخر اپنے (یعنی بندہ کے اعلم اور
عمل کی بنا پر نہیں ہے۔ بلکہ
خدا تعالیٰ جسے چاہے۔ اپنے مخفی
مصالح کی بناء پر بڑھائے یا ہٹائے

عبرت انسان کا فرض ہے کہ اپنے مولیٰ سے تعلق درست رکھے۔ تاکہ وہ اپنی رحمت سے اسے اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے ؎

(غزالیؒ)

اس کی اوّلیت ازلی ہے کہ اسکے وجود اور ہستی کی کوئی ابتدا نہیں اور اسکے بقار کی کوئی انتہا نہیں ؎

اللہ تعالیٰ بذریعہ حواس معلوم ہونے سے باطن ہے اور اگر استدلال عقلی سے معلوم کرنے کی کوشش کیجائے۔ تو بالکل ظاہر ہے مثلاً اگر کوئی کلمہ کہیں لکھا ہوا پائے تو تمہیں ضرور یقین ہو گا کہ یہ کسی کاتب کا لکھا ہوا ہے اور وہ یقیناً عالم قادر اور حی (زندہ) بھی ہوگا۔ ورنہ اس کا لکھا جانا محال ہوتا۔ اسی طرح آسمان وزمین کا ہر ذرہ۔ آسمان ستارے۔ سورج۔ چاند۔ حیوان۔ نبات وغیرہ اس امر پر گواہ ہیں







کہ ضرور ان کا بنانیوالا اور چلانیوالا کوئی ہے. جس نے ان کو خاص طریقہ پر بنایا۔ اور خصوصیات خاصہ سے مختص فرمایا۔

الحاصل۔ حاصل یہ ہے. کہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ایسا ظاہر ہے. کہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز ظاہر نہیں ہے۔ اور حجابات نوریہ میں اس قدر محجوب ہے کہ جو اس ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگائیں۔ تو بھی اسے محدود نہ کرنے پائیں اس لئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز باطن بھی نہیں ہے (غزالیؒ)

نصیب بندہ

انسان کو چاہئے کہ اپنی ابتدا و انتہا میں غور و فکر کرے اور اپنے ظاہر اور باطن کی اصلاح کرے۔ (الشیخؒ)



برّ سے مراد احسان کرنے والا ہے۔ برّ مطلق کا اطلاق فقط خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ہو سکتا ہے کیونکہ تمام جہان کی ہر نیکی اور احسان فی الحقیقت اسی کی طرف سے ہے (غزالیؒ)

نصیب بندہ

انسان کو چاہئے. کہ اللہ تعالےٰ کے احسانات کا شکر بجا لائے. اور خلق خدا تعالیٰ کیساتھ احسان سے پیش آئے۔ (الشیخؒ)

یہاں تک کہ کسی صاحب حق کا حق اس پر نہ رہنے پائے (مؤلف)



توّاب وہ مولیٰ ہے۔ جو توبہ کے اسباب بہ آسانی اپنے بندوں کو بہم پہنچاتا ہے۔ کبھی تو انہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے کبھی تنبیہات سے کام لیتا ہے کبھی طرح طرح کے ڈر دلاتا ہے۔ پھر وہ توبہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تب اللہ تعالیٰ کا فضل بصورت قبولیت ان پر نازل ہوتا ہے۔

متخلق بصفتہ التواب۔ جو شخص اپنی رعایا۔ احباب اور متعلقین کے عذروں کو ہمیشہ قبول کرے وہ اس خلق سے متخلق سمجھا جاویگا۔

(غزالیؒ)



جو دشمن کو ڈرائے۔ رفع عذر کرے اسے پورا موقعہ دے اور کافی مہلت عطا فرمائے۔ اس اتمام حجت کے بعد مخالفین کی کمر ہمت توڑ دے۔ اور نافرمانوں کو سخت عذاب میں مبتلا کرے۔

انتقام محمود

انسان کا فرض ہے۔ کہ اعدائے الٰہی

سے انتقام لے۔ اور سب سے بدترین اندرونی دشمن اس کا اپنا نفس ہے۔ لہذا جب وہ گناہ کرے۔ یا عبادت میں خلل ڈالے تو اسے پوری سزا دے اور بیرونی بدترین دشمن دشمنانِ دین مبین ہیں۔ لہذا مسلم کا فرض ہے۔ کہ ان کے وار سے بچے اور خود ان کو عبرتناک سزا دے۔ تاکہ آئندہ ان کے حوصلے پست ہو جائیں۔ (غزالیؒ)



وہ ذات ہے جو برائیوں کو نیست نابود کر دے۔ اور گناہوں سے درگزر کرے۔ یہ معنی غفور کے قریب قریب ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ کیونکہ غفران کی معنی چھپانا اور عفو کے معنی مٹانا ہے۔ گناہ پر پردہ پوشی سے گناہ کا نیست و نابود کرنا زیادہ مفید ہے۔

مظہر عفو

جو شخص اپنے اوپر ظلم کرنیوالوں سے درگزر کرے بلکہ ان سے نیکی کرے۔ وہ اس اسم کا مظہر کہلائیگا۔

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اساء

(مؤلف)



رأفت کی معنی سخت رحمت ہے۔ رؤف کی معنی رحیم والی ہی ہے۔ البتہ اس میں باعتبار رحیم کے رحمت کے معنی ابلغ ہیں۔



وہ ذات ہے۔ جو اپنی بادشاہی میں جو چاہے۔ حکم دے۔ خواہ وہ حکم کسی چیز کے موجود ہونے کا ہو۔ یا معدوم ہونے کا۔ بقاء کا ہو یا فناء کا۔ (غزالیؒ)



اللہ تعالیٰ وہ ذوالجلال ذات ہے۔ جس کے سوا در اصل کسی کا نہ جلال ہے۔ نہ کمال اور اللہ تعالیٰ ذوالاکرام بھی ہے۔ یعنی جہان میں جو تعظیم اور عزت ہے۔ وہ اُسی خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ

کی طرف سے ہے ۔ (غزالی)



والی وہ ذات ہے - جو ساری
مخلوقات کے سارے امور کی
تدبیر کرے - اور اس تدبیر
کی اسے قدرت تامہ ہو - اور
اسی کی قدرت تامہ جہاں میں
کام کر رہی ہو - جب تک
یہ ساری طاقتیں جمع نہ ہوں
اس کو والی نہیں کہا جا سکتا - اور یہ معنی سوائے
احکم الحاکمین مالک الملک عزّ اسمہٗ و جل مجدہٗ
کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی لہذا حقیقت
میں والی فقط اسی کی ذات ہے ۔ (غزالی)



اس اسم کے معنی
اسم علیؔ کے ہیں - البتہ
اس میں ایک طرح
کا مبالغہ پایا جاتا ہے ۔

(غزالی)

اَلْمُقْسِطُ

عدل کرنے والا۔

مقسط سے مراد عادل ہے جو مظلوم کی داد رسی کر کے ظالم سے بدلہ دلوائے۔ اور اس معنی میں کمال وہ ہے جو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کریں گے۔ کہ ظالم اور مظلوم دونوں کو ایک دوسرے سے راضی کر دینگے (شیخ)

فرض بندہ

انسان کو چاہیئے۔ کہ اس قسم کا انصاف کرنا سیکھے جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو۔ اس پر یہ چیز آسان ہے۔ (مؤلف)

اَلْجَامِعُ

اکٹھا کرنے والا

جو آپسمیں موافق اور ایک دوسری سے مخالف چیزوں کو جمع کرنیوالا ہے۔ آپس میں موافق چیزوں کے جمع کرنے کی مثال آدمی ہیں جو کروڑوں کی تعداد میں سطح زمین پر موجود ہیں اور ایک دوسری کے مخالف اشیاء کی بیشمار مثالیں ملتی ہیں۔ جس طرح آسمان۔ ستارے

ہوا۔ زمین۔ سمندر۔ حیوانات۔ نباتات۔ معادن۔ یہ سب
چیزیں رنگ۔ شکل اور صفتوں میں ایکدوسرے سے علیحدہ ہیں
انسان جامع۔ انسان جامع وہ ہے۔ جو ظاہری آداب
اور باطنی حقائق میں جامعیت رکھتا ہو ولی اللہ الموفق والمعین

اَلغَنِیُّ

بے پرواہ

اَلمُغنِیُ

بے پرواہ کرنے والا

غناء کی معنی بے نیاز ہونا۔ اغناء کی
معنی بے نیاز کرنا۔ اللہ تعالیٰ اپنی
ذات صفات اور افعال میں سب
سے بے پرواہ ہے۔ باوجود اس کے
اپنے بندوں کو غنی کرنے والا ہے۔ جو
غیر کے غنی کرنے سے غنی بنے۔ وہ
غنی مطلق نہیں ہو سکتا۔ واقع میں
وہ محتاج غیر ہے لہذا غنی مطلق
فقط خدائی قدوس وحدہ لاشریک لہ ہی ہے
تخلق باسم الغنی جب انسان کو معلوم ہوگا
کہ خدا ہی تعالیٰ سب سے بے نیاز ہے تو
فقط اللہ تعالیٰ کے سامنے سر نیاز خم کریگا
تخلق باسم المغنی جب انسان کو علم ہوگا
کہ بے نیاز کرنیوالا فقط خدائی قدوس وحدہ لاشریک لہ ہے تو سب سے
اپنی طمع منقطع کردیگا اور سوائے اس کے اور کسی سے نہیں مانگیگا اور سب

سے بے نیاز ہو جائیگا۔ (شیخ)



جو ہلاکت اور نقصان کے اسباب
کو دفع فرمائے۔ (غزالی)

نتیجہ

جب انسان کو معلوم ہو گا۔
کہ اللہ تعالیٰ ہلاکت اور نقصان
کے اسباب کو اس سے روکتا ہے
اور اسے اپنی حفاظت میں رکھتا
ہے۔ تو محسن حقیقی جلّ مجدہٗ کا شکریہ بجالائیگا۔ (شیخ)



جسکی طرف سے خیر و شر اور نفع و
ضرر کے فیصلہ جات ہو کر آئیں ہر
ایک چیز میں جو نفع یا ضرر پایا
جاتا ہے۔ وہ اس کا ذاتی نہیں
ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی نے ہر ایک
چیز میں ایک تاثیر رکھی ہے جس
کا ظہور ہوتا ہے۔ (غزالی)

کرشمۂ قدرت

جس مالک الملک عزّ اسمہٗ وجل مجدہٗ نے اشیاء میں تاثیریں
پیدا کی ہیں۔ وہ چاہے تو ان تاثیروں کو سلب بھی کرسکتا ہے

لیکن اسکی ہمیشہ کی عادت یہی ہے۔ کہ وہ دی ہوئی طاقتوں کو سلب نہیں کرتا۔ تاکہ اسباب دنیاوی سے خلق خدا کا اعتماد نہ اُٹھ جائے اور نظام دُنیا میں خلل نہ آئے۔ ہاں بعض اوقات اپنی قدرت کاملہ کا تماشا دکھاتا ہے اور بعض تاثیرات کا نفاذ (جاری ہونا) روک لیتا ہے۔ مثلاً آگ ہو اور جلانے نہ پائے۔ جس طرح ابراہیم عَلَیہِ السَّلَام کی نار کو گلزار بنا دیا یا جس طرح دجال پہلی دفعہ ایک مومن کو قتل کریگا۔ پھر اُسے زندہ کریگا۔ پھر دوبارہ قتل کرنا چاہے گا۔ لیکن قتل نہیں کرسکیگا ؛

نتیجہ

جب تمام نفع وضرر کی باگ اس احکم الحاکمین خدائے قدوس وحدہٗ لا شریک لہٗ کے قبضہ میں ہے۔ اور وُہ اپنی قدرت کاملہ سے کسی مضر چیز کے ضرر کو یا مفید چیز کے نفع کو روکنے۔ اور زیادہ کرنے پر قادر ہے۔ اور یہ طاقت سوائے اُس ایک مالک کے اور کسی میں نہیں ہے۔ تو پھر انسان کا فرض ہے۔ کہ ہر نفع کے لئے فقط اُسی کے دروازہ پر دستک دے۔ اور ہر ضرر سے بچنے کے لئے اسی کے دروازۂ رحمت پر ہاتھ پھیلائے۔ اسکا دروازہ چھوڑ کر کہیں نہ جائے واللہ الموفق والمعین ؀



جو خود ظاہر اور دوسروں کے ظہور کا باعث ہو۔ وہ نور ہے۔ چنانچہ تمام اشیاء کو پردۂ عدم سے صفحۂ ہستی پر لانے والا فقط ربّ العالمین عزّاسمہٗ وجلّ مجدہٗ ہے۔ لہٰذا اسم نور کا مستحق بھی فقط وہی ہے"

(اعزالی)



ہدایت کے معنی راہ دکھانا اور منزل مقصود تک پہنچانا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر راہ رو کا راہنما ہے۔ خواہ وہ دنیا کا طالب ہو یا آخرت کا۔ اور اس کی ہدایت کے اقسام کی کوئی انتہا نہیں

گر نہ چراغ لطف تو راہ نماید از کرم
قافلہ ہائے شب رواں پے نہ برد بمنزلے

مظہر الہادی

انسانوں میں انبیاء علیہم السلام اور اُن کے بعد علماء کرام ہادی ہیں۔ جو انسانوں کو سعادتِ اُخروی کی راہ بتاتے ہیں۔ اور انہیں ہر معاملہ میں سیدھی راہ دکھاتے ہیں"

(اعزالی)

البدیع

نئی طرح پیدا کرنے والا

جس کی ذات ۔ صفات اور افعال
میں کوئی نظیر (مثل) نہ مل سکے
وہ بدیع مطلق ہے اور یہ اسم سوائے
خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے
اور کسی کے لائق نہیں ہے ۔ (غزالی)
بدیع بمعنی مُبدع از سر نو پیدا کرنیوالا بھی ہے
نصیب بندہ ۔ بندہ کو چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ
کی پیدا کردہ عجائبات کو دیکھے ۔ تو اپنا دل اس بینظیر و بمثیل ذات
کی طرف متوجہ کرے ۔ (الشیخ)

الباقی

باقی رہنے والا

وہ موجود جو بالذات واجب الوجود
ہو ۔ جب اسکی نسبت مستقبل کی طرف
کی جائے گی ۔ تو وہ باقی کہلائیگا اور
جب ماضی کی طرف منسوب ہو گا ۔
تو قدیم کہلائیگا ۔
ازلی و ابدی جب یہ خیال کیا جائے
کہ اسکے وجود کی مستقبل میں کہیں
انتہا نہ ہو گی ۔ تو ابدی بھی کہا جائیگا ۔ اور قدیم مطلق جس کے
وجود کی ماضی میں کہیں ابتدا نہیں ۔ تو وہ ازلی کہلائیگا
واجب الوجود بالذات کا لفظ قدیم باقی ۔ ازلی ابدی سب پر شامل ہے (غزالی)



حقیقی وارث وہ ہے جو سب مالکوں
کے فنا ہو جانے کے بعد تمام اشیاء
کا مالک ہوگا۔ اور یہ درجہ فقط
اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔
کیونکہ سب مخلوقات کے فنا ہونے
کے بعد وہی باقی رہیگا۔ (غزالیؒ)

عبرت

انسان کو چاہئے۔ کہ دنیا کے مال و متاع میں دل نہ لگائے
ہمیشہ یہ خیال رکھے۔ کہ یہ سب چیزیں چھوڑ کر مجھے یہاں سے
جانا ہے۔

بیت

دل بریں منزل فانی چہ نہی ۔ رخت بر بند کہ اِنَّا لِلّٰہِ (شیخؒ)



جس کی تمام تدبیریں اپنی منزل
مقصود تک صحیح طور پر پہنچ جائیں
اور اس میں اُسے کسی دوسرے راہنما
اور مشیر کی ضرورت نہ ہو۔ (غزالیؒ)
بعض کا خیال ہے کہ یہاں رشید
سے مراد مرشد ہے کہ اپنے بندوں کو
دین و دنیا اور مبدأ و معاد میں اپنی
کتاب اور شریعت سے اس نے صحیح

راہ نمائی فرمائی ہے ۔



(الشیخ)

صبور وہ ہے جو گنہگاروں کی گرفت
میں جلدی نہ کرے ۔

صبور اور حلیم

صبور اور حلیم کی معنی میں فرق یہ
ہے ۔ کہ صبور اس وقت کے صبر اور
آخرۃ کی گرفت کا پتہ دیتا ہے ۔ اور
حلیم عام ہے ۔ بعض کی رائے ہے
کہ صبور میں عذاب کا خوف غالب ہے اور حلیم میں امید
عفو ۔ بعض کی رائے ہے کہ صبور بمعنی صبر دینے والے کے ہے
اللہ تعالیٰ انسان کو مندرجۂ ذیل اشیاء میں صبر دینے والا
ہے ۔ مصیبت میں ۔ بارِ امانت کے اٹھانے میں ۔ خواہشاتِ
نفسانی کی مخالفت میں ۔ دشمنانِ اسلام کی فریب کاری
میں ۔ اُنکی طرف سے ایذا رسانی میں ۔

تخلق ۔ انسان اپنے کام میں جلد بازی نہ کرے ۔ ہمیشہ
آرام و اطمینان سے سوچ سمجھ کر کام کرے ۔ (الشیخ)

ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین

یا ایها الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم
تفلحون ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک
انت التواب الرحیم ۝

تقریظات علمائے کرام

حضرت مولینا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیتہ العلماء ہند

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد خاکسار نے رسالہ شرح اسماء اللہ الحسنی مؤلفہ جناب فاضل علامہ مولینا مولوی احمد علی صاحب مقیم دروازہ شیرانوالہ لاہور کا مطالعہ کیا مولینا نے زمانۂ حاضرہ کی روز افزوں ضروریات کا پورا لحاظ فرماکر صاف وسہل اردو زبان میں چھوٹے چھوٹے مفید اور ضروری رسالے شائع فرمانے کا عرصے سے اہتمام کیا ہوا ہے۔ یہ رسالہ اس مفید سلسلے کا اٹھارواں نمبر ہے۔ فاضل مؤلف نے اس رسالہ میں حضرت رب العزت جل شانہٗ کے اسماء حسنیٰ کی شرح فرمائی ہے جو اردو خوان طالب کے لئے حضرت حق تعالیٰ کو پہچاننے اور اسکی درگاہ مقدس میں نذر عبودیت پیش کرنے اور خالص توحید پر عامل ہونے کے لئے درس کامل ہے۔ مولینا کی یہ سعی اشاعت توحید نہایت مبارک ومسعود ہے۔ حق تعالیٰ قبول ومشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ اٹھانیکی توفیق دے۔ آمین

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حضرت مولینا احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ العلماء ہند

حامداً ومصلیاً انجمن خدام الدین لاہور کے شعبۂ تالیف واشاعت کیجانب سے شائع شدہ ٹریکٹ نمبر ۱۸ کو میں نے چند جگہ سے مطالعہ کیا۔ یہ رسالہ اسماء الٰہی کی توضیح وشرح کے طور پر لکھا گیا ہے۔ اس رسالے کی تصنیف کا فخر میرے محترم بزرگ مولینا احمد علی صاحب کو حاصل ہے جو اب تک مسلمانوں کی اصلاح کے لئے بہت سے رسالے تصنیف فرماکر ملک میں شائع کرچکے ہیں۔ اور اس وقت تک مولینا کی تصنیف سے مسلمانوں کو بہت کچھ استفادے کا موقع ہوا ہے باری عزاسمہٗ کے اسماء حسنیٰ کی توضیح وتشریح ایک ایسا ضروری امر ہے جس کی ضرورت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اوامر کی بجاآوری موقوف ہے آمر اور حاکم کے متعارف پر اسی طرح نواہی اور منکرات کا اجتناب بھی اسی شے پر موقوف ہے پس جب تک حضرت حق جل مجدہٗ کی ذات وصفات انکے جاہ وجلال رحم ومغفرت کا علم نہ ہو۔ تب تک نہ تو کوئی انسان اوامر کی تعمیل کرسکتا ہے اور نہ نواہی سے اجتناب کیلئے تیار ہوسکتا ہے۔ اس لئے اس قسم کے رسالے کی سخت ضرورت تھی۔ کہ جو عباد کو اپنے خالق ومالک کی صفات حسنیٰ سے روشناس کرائے میرے خیال میں مولینا کی یہ سعی نہ صرف امت اسلامیہ پر احسان ہے بلکہ نوع انسانی کیساتھ یہ ایک بہترین سلوک

کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی شرح میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن مولینا نے جس اختصار کیساتھ اس فرض کو پورا کیا ہے میرے خیال میں وہ بھی بہت کچھ کافی ہے اور اردو میں یہ پہلا موقع ہے۔ کہ کسی عالم نے اس خدمت کو اس حسن وخوبی کیساتھ انجام دیا ہو میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مولینا کی اس سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس رسالہ سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور حق جل مجدہٗ کی صفات حسنہ کا تعارف حاصل ہو جانے کے بعد مسلمان اوامر کی تعمیل بجا لائیں اور نواہی ومنکرات سے پرہیز کریں۔ (فقیر احمد سعید کان اللہ لہٗ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۴۷ھ)

حضرت مولینا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ

آپ پر کیا احسان ہے دینی خدمت آپ نے مجھ سے کی۔ میں خود ممنون ہوں۔ "جزاکم اللہ تعالیٰ" آپ سے مجھ کو تکلف نہیں بے تکلف عرض کرتا ہوں۔ کہ مبالغہ تو تقریظ میں پسند نہیں اور واقعہ میری تحریرات سے ظاہر ہے بلکہ تقریظ سے بھی زیادہ کیونکہ غایت توجہ کی دلیل ہے کہ بعد خاص مشوروں کے بالکل پسند ہے **نوٹ:** مولینا دامت برکاتہم کے تمام مشورے رسالہ میں درج کر دئیے گئے ہیں۔ (مولف)

اعلیحضرت مولینا ابو الحسن شاہ تاج محمود صاحب امروٹی از امروٹ شریف (سندھ)

"الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم خدا کا لاکھ لاکھ بار شکر ہے کہ امت مرحومہ میں اس آخری دور میں اب تک اس پیارے حبیبؐ کے طفیل ایسے اشخاص موجود ہیں جن کے دل میں خدا وحدہٗ لا شریک لہٗ کی محبت مرکوز قلب ہے اور احیاء سنت سرور کائنات پر شیدا ہیں مؤلف شرح اسماء اللہ الحسنیٰ کیلئے بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہوں۔ کہ اسکو ایسی تالیفات پر جو خلق خدا امت مرحومہ کو رجوع الی اللہ کی طرف نفع ہو۔ اور اسکی اس تالیف اسماء حسنیٰ کی وجہ سے تالیف قلوب ہو جائے۔ آمین

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب مدظلہ مہتمم دار العلوم دیوبند

میں نے بھی اس رسالہ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ کا اکثر حصہ دیکھا مصنف موصوف نے اس شرح میں حضرت امام غزالی اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہما اللہ تعالےٰ کے کلام سے اقتباس واستفادہ کیا ہے اور ہر جگہ ان کا حوالہ دے دیا ہے۔ اور کہیں کہیں اپنی طرف سے بھی فوائد کا اضافہ کیا ہے میرے نزدیک یہ طریقہ نہایت صحیح اور مفید ہے مسلمان اگر غور وفکر سے اسکو پڑھیں۔ تو بہت سے معنوی فوائد ان کو حاصل ہو سکتے ہیں خدا تعالےٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اسماء اللہ الحسنیٰ کا احصا علیٰ بصیرۃ کریں۔ واللہ الموفق والمعین۔

احقر حبیب الرحمن مہتمم دار العلوم عالیہ دیوبند ضلع سہارنپور (یو پی)

{۱۳ صفر المظفر ۱۳۴۸ھ}

حضرت مولینا مولوی سید محمد انور شاہ صاحب

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی احقر نے اس رسالہ کا مطالعہ کیا مضامین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں جناب مؤلف مولینا مولوی احمد علی صاحب لاہوری کا کافہ مسلمین پر احسان اور منت ہے کہ ترجمہ اور فوائد شریفہ لکھ کر عامل مخلص کے لئے راہ عمل بتلادی حق تعالیٰ ناظرین کو توفیق عمل نصیب کرے اور مؤلف محترم کو جزائے خیر دے ۔

حضرت مولینا حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

حامداً و مصلیاً۔ اما بعد رسالہ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ مصنفہ حضرت علامہ جناب مولینا احمد علی صاحب دام مجدہم ہم نے ابتداء سے اخیر تک حرفاً حرفاً سنا نہایت صحیح اور مفید پایا۔ حقیقت میں ایسے مختصر اور مفید رسالوں کا شائع ہونا اس زمانہ میں اشد ضروری ہے مسلمانوں کو غور و فکر کے ساتھ اس رسالہ کو دیکھنا چاہئیے۔ اور کوشش کرنی چاہیے۔ کہ ان اسامی مقدسہ کے مطابق انکے قلوب اور ارواح رنگین ہو جائیں۔ قول سے گذر کر حال پر آجائیں تاکہ نعمائے دنیوی اور اخروی مادی اور روحی کیلئے وہ مہبط اور منزل بنیں اللہ تعالیٰ سے بصدق دل دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ مبداء فیاض اپنے خالص فضل و کرم سے حضرت مؤلف دام مجدہم کے مقاصد دارین برلادے اور اپنی رضا اور خوشنودی سے مالامال کرے اور مسلمانوں کو اس رسالہ مبارکہ اور مؤلف کے دیگر رسالوں سے فیضیاب فرمائے آمین ۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و آلہ و صحبہ اجمعین۔

ننگ اکابر حسین احمد عفی عنہٗ

حضرت مولینا مولوی نجم الدین صاحب صدر مدرس اورینٹل کالج لاہور

اسماء اللہ الحسنیٰ کے احصاء پر حدیث شریف میں دخول جنت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ احصاء کے لفظ سے ضبط کا پتہ چلتا ہے جس میں کم از کم دو قسم کے امر ہونے لازم ہیں۔ "خلق اللہ تعالیٰ آدم علی صورتہٖ" کا صحیح یہی معنی ہے۔ کہ انسان کامل اللہ تعالیٰ کے صفات کاملہ کا پورا مظہر بنتا ہے۔ اسماء حسنیٰ میں ایک تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر اثر کا ذکر ہے۔ اور دوسری طرف بندہ کے تاثیر کی طرف اشارہ ہے۔ جب بندہ یہ تاثیر اور تاثر دونوں کا دل میں تصور جمالے تب وہ کسی دم بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہو سکتا۔ انسان ہر لمحہ میں اللہ تعالیٰ کا ہر ایک شئے میں محتاج ہے اور وہاں سے بھی بحکم "ورحمتی وسعت کل شئی" فیض کا دروازہ کھلا ہوا ہے جب تک اسماء الٰہی کے معانی کی واقفی نہ ہو۔ احصاء کا صحیح مطلب ادا نہیں ہو سکتا اس رسالہ میں اسماء حسنیٰ کے دونوں تعلق بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا ہر ایک مسلم کو

ضروری ہے۔ کہ اس رسالہ کے معانی کو خوب ذہن نشین کر لے۔ تاکہ اسماء حسنیٰ کی تلاوت کیوقت پورا خیال دونوں طرف لگا رہے۔ واللہ الموفق للخیر ٭ نجم الدین اورینٹل کالج لاہور

حضرت مولینا محمد نور الحق صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

رسالہ اسماء اللہ الحسنیٰ کو میں نے مکرر دیکھا۔ اب جب کہ عام مسلمان مذہب سے بہت دور ہو رہے ہیں۔ اس قسم کے عام فہم رسالہ جات کی بڑی ضرورت ہے انجمن خدام الدین کے سابقہ رسالے بڑی مدت تک مفید ثابت ہوئے ہیں مجھے امید ہے۔ کہ یہ رسالہ بھی اسی طرح مفید ثابت ہوگا اور اُمّتِ مسلمہ کو احساس نفس اور اعتماد الی اللہ کا درس دیگا مشکل یہ آن پڑی ہے کہ آج کل کا تصوف تکاسل اور توانی کی دعوت دیتا ہے جو اعتماد علی اللہ کے جذبہ۔ اور احساس نفس کے جوہر کے سراسر خلاف ہے اس لئے جب سے مسلمانوں نے اسکو مقصود بالذات مشغلہ بنایا وہ گرتے جا رہے ہیں حضرت امام عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور مکتوب میں جو انہوں نے سید الصوفیہ حضرت فضیل بن عیاض رحؒ کو لکھا۔ اس تکاسل و توانی کی طرف لطیف اشارے فرمائے ہیں۔ چنانچہ ان کا تحدس صحیح نکلا۔ لہٰذا اب مسلمانوں میں ایسے جذبات پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جن سے وہ عملی زندگی میں ممتاز نظر آئیں۔ اسکے لئے مطالعہ اسماء حسنیٰ ضروری ہے۔ مجھے امید ہے کہ عام مسلمین اس رسالہ کو مذکورہ بالا نصب العین کو پیش نظر رکھکر پڑھیں گے ٭

محمد نور الحق العلوی اصغر ۱۳۴۸ھ

حضرت مولینا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر الشریعت صوبہ بہار

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی کَفٰی وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی آلِهِ الْکِرَامِ وَاَصْحَابِهِ الْعِظَامِ وَعَلٰی اَئِمَّةِ الدِّیْنِ الْمُبِیْنِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اما بعد میں نے رسالہ جلیلہ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ (مؤلفہ جناب محترم مولینا احمد علی صاحب لاہوری) کے اکثر حصہ کو نہایت غور سے دیکھا۔ ماشاء اللہ مولینا موصوف نے نہایت خوش اسلوبی کیساتھ اسمائے الٰہی کے معنی کی توضیح و تشریح فرمائی ہے اور نہایت سلیس و عام فہم اردو زبان میں مفید حقائق کو بیان فرمایا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ رسالہ مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکو قبول فرمائے اور مولینائے موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے ٭

احقر العباد ابوالمحاسن محمد سجاد کان اللہ لہ،

۷ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ ہجری

حضرت مولینا سلطان محمود صاحب صدر مدرس فتحپوری دہلی

بندہ نے رسالہ کو غور سے پڑھا ہے۔ بندہ کے نزدیک یہ رسالہ اہل اسلام کے لئے از حد مفید ہے خصوصاً طبقہ عوام کے لئے جو صفات الہیہ سے پورے طور سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے امور شرکیہ میں مبتلا ہیں۔ انکے ورطۂ ضلالت سے باہر لانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ ان کو جب معلوم ہو جائیگا۔ کہ جن حاجات کے لئے ہم غیر اللہ کے دروازے پر سر نیاز خم کرتے ہیں۔ وہ تمام حاجات ہمارا خالق وحدہ لاشریک لہٗ ہی پوری کر سکتا ہے۔ تو وہ ہر وقت ہر حاجت ہر مشکل میں آستانۂ خالق کو نہیں چھوڑینگے۔ اور جب تک ان کو یہ معرفت پورے طور سے حاصل نہ ہو۔ تو ان کو آستانۂ غیر اللہ سے کیا چیز ہٹا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزا خیر عطا فرمائے۔ العبد المذنب سلطان محمود مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی۔

مصباح ترجمہ نور الایضاح

مترجمہ

حضرت مولینا مولوی محمد نور الحق صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

انجمن خدام الدین نے ضروریات زمانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسائل فقہیہ کا صحیح مجموعہ شائع کرانے کا ارادہ کیا۔ اور اس کے لئے نور الایضاح سے بڑھکر جامع اور صحیح کتاب نہ تھی۔ مگر کتاب میں کہیں کہیں بعض دور کے مسائل بھی تھے جو نو آموز طلبہ کے لئے ضروری نہ تھے۔ اس لئے انجمن نے نہ صرف کتاب کا بامحاورہ اردو ترجمہ کرایا۔ بلکہ ایسے غیر ضروری مسائل کو حذف کر دیا۔ ہاں بعض جگہ مزید تشریح و حواشی سے اضافہ ہوا۔ یہ کتاب کالجوں اور سکولوں کے طلبہ کے لئے بہت مفید ہے

قیمت:۔ ۳ر۔ ساڑھے تین آنے کے ٹکٹ آنے پر بھیجی جاتی ہے۔

ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بک ایجنسی

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین
ناظرین کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ شعبہ
تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین ایک عرصہ سے
مسلمانوں میں اصلاح رسوم و احیاء دین کا کام سر انجام دے
رہا ہے چنانچہ شعبہ نے ایک لاکھ چھہتر ہزار رسالے
شائع کر کے مفت تقسیم کئے ہیں اسکے علاوہ مسلمانوں میں
اسلامی اور دینی ذوق پیدا کرنے کیلئے تبلیغ کا سلسلہ بھی
جاری کر رکھا ہے چونکہ اخراجات اب بہت زیادہ ہوگئے
ہیں۔ اسلئے شعبہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک بک ایجنسی
کھولی جائے جسمیں مذہب اسلام تاریخ اسلام اور
تمدن اسلام کے متعلق کتابیں فراہم کیجائیں اس بک ایجنسی
کے قیام کی غرض و غایت تاجرانہ نہیں ہے بلکہ اشاعت اسلام
کیلئے سرمایہ فراہم کرنا ہے۔ اسلئے تمام ناظرین سے درخواست
کیجاتی ہے کہ اسلام کے متعلق انہیں جس کتاب کی
ضرورت ہو وہ ہم سے اسی قیمت پر طلب کر سکتے
ہیں جس پر وہ مصنفین کے ہاں سے مل سکتی ہے اس
بک ایجنسی سے کتابیں خریدنا ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق
ہے۔ اسلئے کہ اس سے اشاعت اسلام کے کام میں تقویت
ہوگی امید ہے کہ ناظرین آیندہ سے مندرجہ بالا اقسام کی
کتب انجمن کی معرفت خرید کر ثواب دارین حاصل
کرینگے فی الحال مندرجہ ذیل کتب دفتر انجمن
میں موجود ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت پاک پر
یہ کتاب نہایت مستند اور صحیح روایات سے قاضی
حاجی محمد سلیمان صاحب منصور پوری سابق مجسٹریٹ
درجہ اول ریاست پٹیالہ نے مدون و مرتب کی ہے
علماء سیر و تاریخ کا اتفاق ہے کہ اس سے بہتر
کوئی کتاب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر
آجتک کسی زبان میں تالیف نہیں ہوئی جو لوگ
اپنے نبی صلعم کے فدائی اور اسلام کے شیدائی ہیں
وہ اس کتاب کو پڑھیں دلمیں سرور آنکھوں میں نور
ایمان میں تازگی عقیدہ میں پختگی محبت الٰہی میں
استحکام اور اطاعت نبوی میں کمال اہتمام حاصل
ہوجاویگا فرمائش کے ہمراہ نصف قیمت پیشگی آنی چاہیے
قیمت حصہ اول ۲ روپیہ آٹھ آنہ (۲/۸) علاوہ محصول
قیمت حصہ دوم ۲ روپیہ (للعہ)

مصنف کی دیگر مطبوعات

۱۔ سفر نامہ حجاز قیمت ۱۲/	۵۔ مہر نبوت قیمت ۱۲/
۲۔ الجمال و الکمال ۱۲/	۶۔ کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا ۱۲/
۳۔ غایت المرام	۷۔ استقامت ۲/
۴۔ تائید الاسلام حصہ دوم غایت المرام ۱۲/	۸۔ برہان ۲/

المکلف:۔ ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

(رفاہ عام پریس لاہور)